نجات پانے والے

ڈاکٹر عبداللطیف محمود آل محمود
(رکن مجلس اعلی برائے اسلامی امور، بحرین)

ایفا پبلی کیشنز - نئی دہلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب: نجات پانے والے
مؤلف: ڈاکٹر عبد اللطیف محمود آل محمود
مترجم: مولانا شعبہ حسنین ندوی
کمپوزنگ: محمد سیف اللہ
صفحات: ۶۱
سن اشاعت: فروری ۲۰۱۲ء
قیمت: ۴۰/روپے

ناشر

ایفا پبلیکیشنز
۱۶۱-ایف بیسمنٹ، جوگابائی، پوسٹ باکس نمبر: ۹۷۰۸
جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵
ای میل: ifapublication@gmail.com
فون: 011 - 26981327

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

مقدمہ	۷
نجات پانے والے گروہ سے متعلق نصوص	۱۰
الف۔قرآن کریم	۱۰
ب۔احادیث	۱۷
اول: روایات کا ماحصل	۱۷
دوم: مسلمانوں کے درمیان ظاہر ہونے والے فرقوں کی تعداد	۱۸
سوم: کیا اسلام سے منسوب فرقوں کا سلسلہ ختم ہوگیا؟	۱۹
چہارم: احادیث میں عدد کے ذکر کا فائدہ	۲۳
پنجم: جہنم رسید ہونے والے فرقوں کی جامع بنیاد	۲۴
اتباع ہوئی سے متعلق قرآن کریم کا انتباہ	۲۴
ششم: جہنم سے نجات دلانے والی بنیاد	۲۶
ہفتم: ان احادیث پر غور وفکر کا طریقہ	۲۸
نجات پانے والے گروہ کا حقیقی معیار	۳۱
تقویٰ	۳۴
تقویٰ کے نتائج	۴۱
دنیوی زندگی سے متعلق نتائج	۴۳

اخروی زندگی سے متعلق نتائج	۴۴
جہنم میں داخل ہونے والے فرقوں کا حقیقی معیار	۴۵
ضمیمہ نمبر (۱)	۵۲
امت مسلمہ کے افتراق و اختلاف سے متعلق احادیث	۵۲
خاتمہ	۵۸
مراجع	۶۰

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول الله الأمين وعلى آله وصحابته وقرابته والتابعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، وبعد!

یہ کتاب ''نجات پانے والے گروہ'' سے متعلق ہے، اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والا ہر شخص اس گروہ میں شامل ہونے کی خواہش رکھتا ہے، میں یہ کتاب ایک ایسے وقت میں پیش کر رہا ہوں جبکہ ہر شخص اپنے دین، گروہ، فرقہ، مذہب ومسلک اور جماعت پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہے، کوئی بھی اپنے مذہب ومسلک سے ذرا سا بھی ہٹنا گوارا نہیں کرتا، کیونکہ اس کے عقیدہ کے مطابق وہ جس مذہب ومسلک سے تعلق رکھتا ہے صرف وہی حق ہے اور صرف وہی آخرت میں نجات دلا سکتا ہے، اس کے علاوہ تمام مذاہب ومسالک باطل ہیں، دلیل کے طور پر ہر شخص اس حدیث کا تذکرہ کرتا ہے جس میں امت مسلمہ کے بہتر (۷۲) یا تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوجانے اور ان میں سے صرف ایک فرقہ کے نجات پانے کی بات کہی گئی ہے، اگر چہ ہر فرقہ، گروہ اور مذہب ومسلک دین کے بعض مصادر وسرچشموں (خصوصا قرآن کریم) کے سلسلہ میں ایک دوسرے سے اتفاق رکھتا ہے، لیکن ہر فرقہ ومسلک کے علماء، فقہاء، دعاۃ اور واعظین کے آراء کا، ان کے متبعین کی علمی، سماجی اور سیاسی زندگی پر کافی عمل دخل ہے، حتی کہ ہر فرقہ ومسلک کے متاخرین نے اپنے علماء وفقہاء کی آراء واجتہاد کو ہی دین خالص سمجھ لیا ہے، جس میں کسی طرح کی تبدیلی کے امکانات نہیں ہیں، گویا کہ اس کی حیثیت قرآن کریم کی ہو۔

دین کے بہت سارے اصول اور کلیات وجزئیات پر باہمی اتفاق کے باوجود ہر گروہ ومسلک کا صرف اپنی نجات سے متعلق دعوی مجھے اس آیت کریمہ کی یاد دلاتا ہے: "قل لو أنتم تملكون خزائن رحمة ربي إذا لأمسكتم خشية الإنفاق، وكان الإنسان قتوراً" (بنی اسرائیل:۱۰۰) (اے نبی ﷺ، ان سے کہو، اگر کہیں میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے قبضے میں ہوتے تو تم خرچ ہوجانے کے اندیشے سے ضرور ان کو روک رکھتے، واقعی انسان بڑا تنگ دل واقع ہوا ہے)۔

میں یہ کتاب ایک ایسے وقت میں پیش کررہا ہوں جبکہ مسلمانوں کے متعدد گروہوں اور مسالک کے درمیان متعدد ومختلف آراء پائی جاتی ہیں، وہ ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں، اس کتاب میں میری یہ کوشش ہے کہ دلائل کی روشنی میں اُس نجات پانے والے گروہ کا حقیقی معیار پیش کیا جائے جو اللہ کے وعدوں کے مطابق جنت میں جانے کا حقدار ہے، اسی طرح اس گروہ کا بھی حقیقی معیار پیش کیا جائے جو جہنم میں جانے کا مستحق ہے، میں اس حقیقی معیار کو پیش کرنے کے سلسلہ میں ساری رہنمائی قرآن کریم سے حاصل کروں گا، کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ہر مسلمان کے لئے یہ نہج متعین فرمادیا ہے: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہوجائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیردو، اگر تم واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہی ایک صحیح طریقہ کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے" (النساء:۵۹)۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالی فرماتا ہے: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے" (الحجرات:۱)۔

میں خداوند کریم سے دعا گو ہوں کہ ان دلائل کے پیش کرنے میں اس کی توفیق میرے

شامل حال رہی ہو، تا کہ میں ایسے دلائل پیش کرسکوں جس پر کوئی بھی مسلمان نکیر نہ کرے، جو مسلمانوں کے شیرازہ کو متحد کرسکے، انہیں طاقتور بنائے، ان کے درمیان باہمی الفت ومحبت قائم کرے اوران کے عزائم کو پختہ کرے، تا کہ وہ اس خیر امت کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آسکیں جو تمام انسانوں اورانسانیت کے لئے برپا کی گئی ہے۔

اگر میں اس کتاب میں باتیں صحیح طور پر پیش کرسکا ہوں تو یہ محض اللہ تعالی کا فضل وکرم ہے، اوراگر اس میں مجھ سے کچھ غلطیاں ہوگئی ہیں تو بھی اللہ تعالی سے میری دعا ہے کہ وہ مجھے ایک مجتہد کے اجر وثواب سے محروم نہ کرے۔

عبداللطیف محمود آل محمود

۱۵/صفر ۱۴۲۹ھ

۲۲فروری ۲۰۰۸ء

نجات پانے والے گروہ سے متعلق نصوص

الف۔ قرآن کریم:

ہر مسلمان اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ دین کا پہلا سرچشمہ قرآن کریم اور دوسرا سرچشمہ سنت نبوی ﷺ ہے۔

قرآن کریم نے ایسے اختلاف سے باز رہنے کی تلقین کی ہے جو اتحاد کے شیرازہ کو منتشر کردیتا ہو، جو مسلمانوں کی قوت کو کمزور کردیتا ہو اور دشمنوں کو ان پر غالب کردیتا ہو، جو شخص اس صورت حال سے راضی ہو قرآن کریم نے اسے خدا کی نظر میں مذموم اور غیر پسندیدہ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم نے یہ بھی بتایا ہے کہ اختلاف اللہ کی جانب سے ایک آزمائش ہے تا کہ وہ دیکھ سکے کہ باہمی اختلاف کرنے والوں کا رویہ کیسا ہوتا ہے۔

ذیل میں اس سے متعلق آیات پیش کی جاتی ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو، سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو، اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے، تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے اور اس کے فضل وکرم سے تم بھائی بھائی بن گئے، تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچالیا، اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا

راستہ نظر آجائے، تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں، اور برائیوں سے روکتے رہیں، جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے، کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے، جنہوں نے یہ روش اختیار کی وہ اس روز سخت سزا پائیں گے، جبکہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہوگا، جن کا منہ کالا ہوگا (ان سے کہا جائے گا کہ) نعمت ایمان پانے کے بعد بھی تم نے کافرانہ رویہ اختیار کیا؟ اچھا تو اب اس کفران نعمت کے صلہ میں عذاب کا مزہ چکھو، رہے وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہوں گے تو ان کو اللہ کے دامنِ رحمت میں جگہ ملے گی اور ہمیشہ وہ اسی حالت میں رہیں گے، یہ اللہ کے ارشادات ہیں جو ہم تمہیں ٹھیک ٹھیک سنا رہے ہیں، کیونکہ اللہ دنیا والوں پر ظلم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا" (آل عمران:۱۰۲-۱۰۸)۔

آپ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ان فرامین پر غور کریں:

"تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو"۔

"اور تفرقہ میں نہ پڑو"۔

"اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے، تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے اور اس کے فضل وکرم سے تم بھائی بھائی بن گئے"۔

"کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے، جنہوں نے یہ روش اختیار کی وہ سخت سزا پائیں گے"۔

"جبکہ کچھ لوگ سرخ رو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا منہ کالا ہوگا"۔

”جن لوگوں کا منھ کالا ہوگا (ان سے کہا جائے گا کہ) نعمت ایمان پانے کے بعد بھی تم نے کافرانہ رویہ اختیار کیا(۱)؟ اچھا تو اب اس کفران نعمت کے صلہ میں عذاب کا مزہ چکھو“۔

”رہے وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہوں گے تو ان کو اللہ کے دامن رحمت میں جگہ ملے گی اور ہمیشہ وہ اسی حالت میں رہیں گے“۔

آپ ان آیات کے سیاق پر غور کرتے ہوئے چہرے کے کالے ہونے اور چہرہ کے روشن ہونے کے اسباب پر غور کریں۔

۲- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”کہو، وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کردے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے برپا کردے، یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کرکے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھوادے، دیکھو، ہم کس طرح باربار مختلف طریقوں سے اپنی نشانیاں ان کے سامنے پیش کررہے ہیں شاید کہ یہ حقیقت کو سمجھ لیں“ (انعام:۶۵)۔

آپ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کریں: ”یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کرکے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھوادے“۔

اس آیت کی روشنی میں آپ غور کریں کہ مختلف گروہوں، جماعتوں اور مذاہب ومسالک کے متبعین کے درمیان باہمی کشمکش، اللہ کے رضا کی علامت ہے یا پھر اس کی ناراضگی اور سزا کی علامت ہے؟

آپ غور کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کن حالات میں گروہوں میں تقسیم کرتا ہے اور

۱- آیت کے سیاق سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ”نعمت ایمان سے کافرانہ رویہ اختیار کرنے“ سے مراد ”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنے“، ”تفرقہ نہ کرنے“ اور ”ایمانی اخوت پیدا کرنے“ کے حکم پر عمل پیرا نہ ہونا ہے یہ سارے امور ایمان کے تقاضوں کے اندر آتے ہیں، کیونکہ ان آیات کا آغاز ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو“ سے ہوا ہے۔

ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت (1) کا مزہ چکھواتا ہے، کیا ایسا اس وقت ہوتا ہے جب وہ آپس میں بھائی چارگی کے ساتھ رہتے ہیں یا اس وقت ہوتا ہے جب وہ ایک دوسرے سے دشمنی کرنے پر اتر آتے ہیں؟

۳- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''نیز اس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستہ سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کردیں گے، یہ ہے وہ ہدایت جو تمہارے رب نے تمہیں کی ہے، شاید کہ تم کج روی سے بچو (تقوی اختیار

۱- زجاج کہتے ہیں کہ اللہ کے قول ''یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کردے'' کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے درمیان اضطراب وعدم اتفاق پیدا کردے اور تمہیں کئی گروہوں میں تقسیم کردے پھر تم ایک گروہ نہ رہ جاؤ اور ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگو، اور ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو، یہی مطلب ہے خدا کے اس قول کا'' اور ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھوادے''۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت جبریل ان آیات کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے سوال کیا: ''اگر میری امت کے ساتھ ایسا معاملہ ہوتا ہے تو وہ کب تک باقی رہیں گے؟'' جواب میں حضرت جبریل نے فرمایا: ''میں بھی آپ ہی کی طرح ایک بندہ ہوں، آپ اپنے رب سے اپنی امت کے لئے دعا کریں'' لہذا نبی کریم ﷺ نے اللہ سے دعا کی کہ وہ امت کا ایسا حال نہ کریں، حضرت جبریل نے کہا: اللہ نے اس امت کو دو چیزوں سے محفوظ رکھا ہے: اللہ تعالیٰ اس امت پر قوم نوح اور قوم لوط کی طرح اوپر سے کوئی عذاب نازل نہیں کرے گا اور نہ ہی قارون کی طرح ان کے نیچے سے کوئی عذاب نازل کرے گا، لیکن اللہ نے ان کو اس بات سے محفوظ نہیں رکھا کہ وہ انہیں ان کی مختلف خواہشات کی وجہ سے مختلف گروہوں میں تقسیم کردے اور ایک گروہ کی طاقت کا مزہ دوسرے گروہ کو چکھادے (تفسیر رازی ۲۱/۶ ۳)۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں عامر بن سعد سے بیان کیا ہے کہ ان کے والد فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن مدینہ کے بالائی حصہ سے آرہے تھے، آپ کا گزر مسجد بنی معاویہ سے ہوا، آپ اس میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز ادا کی، ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز ادا کی، آپ نے بہت دیر تک اللہ کے سامنے دعا کی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگی، میرے رب نے مجھے دو چیزیں عنایت کردیں اور ایک سے منع کردیا، میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ میری امت کو خشک سالی سے ہلاک نہ کرے میرے رب نے یہ دعا قبول کرلی، میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ میری امت کو غرق کرکے ہلاک نہ کرے میرے رب نے میری یہ دعا بھی قبول کرلی، میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ میری امت کو گروہوں میں تقسیم نہ کرے تو اللہ نے میری یہ دعا قبول نہیں کی، (صحیح مسلم ۱۷۱/۸)۔

کرو)''(انعام: ۱۵۳)۔

آپ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کریں: ''اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستہ سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے، یہ ہے وہ ہدایت جو تمہارے رب نے تمہیں کی ہے، شاید کہ تم کج روی سے بچو(تقوی اختیار کرو)''۔

آپ غور کریں کہ مسلمانوں کے باہمی تفرقہ اور انتشار سے کیا اللہ کی یہ ہدایت پوری ہوتی ہے؟ کیا اس کے ذریعہ وہ تقوی حاصل ہوتا ہے جس کی اللہ نے ہمیں تلقین کی ہے؟

۴- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے یقیناً ان سے تمہارا کوئی واسطہ نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے، وہی ان کو بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے''(انعام: ۱۵۹)۔

آپ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کریں: ''جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے یقیناً ان سے تمہارا کوئی واسطہ نہیں''(۱)۔

آپ اللہ تعالیٰ کے اس قول پر غور کریں: ''ان کا معاملہ تو اللہ کے سپرد ہے، وہی ان کو بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے''، کیا اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اس عمل پر اجر وثواب سے نوازے گا یا پھر ان کی سخت پکڑ کرے گا اور سزا دے گا؟

۵- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی سمت میں جما دو، قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جا سکتی، یہی بالکل راست اور درست دین ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں، (قائم ہو جاؤ اس بات پر) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور ڈرو اس سے، اور نماز قائم کرو، اور نہ ہو جاؤ ان مشرکین میں سے جنہوں نے اپنا دین الگ بنا لیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ہر ایک گروہ کے پاس جو

۱- یعنی آپ ان سے بری ہیں اور وہ آپ سے بری ہیں عرب کہتے ہیں: إن فعلت كذا فلست مني ولست منك'' یعنی ہم میں سے ہر ایک دوسرے سے بری ہے(تفسیر بغوی ۳/ ۲۱۰)۔

کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے'' (روم: ۳۰-۳۲)۔

آپ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کریں: ''اور نہ ہو جاؤ ان مشرکین میں سے جنہوں نے اپنا دین الگ بنالیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ہر ایک گروہ کے پاس جو کچھ ہے اسی میں وہ مگن ہے''(۱)۔

آپ سوچئے کہ کیا اللہ تعالیٰ اس باہمی تفریق و انتشار سے راضی ہو سکتا ہے؟

۶- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا، اور جسے (اے محمد ﷺ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے،

۱- یہ مشرکین کی قابل مذمت صورت حال ہے جس کا شکار ہونے سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے اگر اجتہاد کے سبب دینی امور میں مسلمانوں کا باہم اختلاف ہو جاتا ہے یا آراء میں اختلاف ہو جاتا ہے تو مسلمانوں کو اس بات سے چوکنا رہنا چاہئے کہ کہیں یہ اختلاف گروہوں میں تقسیم ہو جانے، ایک دوسرے کو لعن طعن کرنے اور ایک دوسرے کو اپنی طاقت کا مزہ چکھانے کا سبب نہ بن جائے (التحریر والتنویر ۱۱/۵۷)۔ امام رازی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: یہاں پر اس کا ایک دوسرا رخ بھی ہے، وہ یہ کہ اللہ نے لفظ ''منیبین'' (اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے) کے ذریعہ اپنی توحید کو ثابت کیا ہے جو ظاہری شرک سے بندہ کو باز رکھتا ہے اور ''نہ ہو جاؤ مشرکین میں سے'' کہہ کر بندہ کو باطنی شرک سے باز رکھنا چاہا ہے یعنی اپنے عمل کے ذریعہ تمہارا مقصد صرف اللہ کی رضا و خوشنودی کا حصول ہونا چاہئے، کیونکہ اللہ کی رضا حاصل ہونے کے بعد دنیا و آخرت دونوں ہی حاصل ہو جاتی ہے اسی طرح ''جنہوں نے اپنا اپنا دین الگ بنالیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام پر متفق نہیں ہوئے اور ہر ایک نے اپنا الگ مذہب و مسلک اختیار کر رکھا ہے'' اور وہ گروہوں میں بٹ گئے ہیں'' کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ دنیا کی خاطر اللہ کی عبادت کرتے ہیں، بعض جنت کی خاطر کرتے ہیں اور بعض جہنم سے نجات پانے کے لئے کرتے ہیں، اور ہر ایک اپنی رائے اور عبادت سے خوش ہے، جہاں تک مخلص شخص کا تعلق ہے تو وہ اپنے عمل سے خوش نہیں ہوتا، بلکہ اس کے لئے حقیقی خوشی کا باعث اللہ کے حضور حاضری ہے کیونکہ انسان کے پاس جو کچھ ہے وہ ختم ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہونے والا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے'' (النحل: ۹۶)، لہٰذا جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ مطلوب نہیں ہے اور نہ ہی وہ باعث خوشی ہے بلکہ مطلوب وہ ہے جو اللہ کے پاس ہے اور وہی باعث خوشی ہے (تفسیر رازی ۱۲/۲۳۶)۔

اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دے چکے ہیں، اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ، یہی بات ان مشرکین کو سخت ناگوار ہوئی ہے جس کی طرف (اے محمد ﷺ) تم انہیں دعوت دے رہے ہو، اللہ جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے، اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرے'' (شوریٰ: ۱۳)۔

آپ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کریں: ''اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ''(۱)۔

آپ غور کریں کہ اس دین میں تفرقہ اور گروہ بندی کیوں کر ہوگئی، جبکہ تمام فرقے، گروہ اور مسالک اسلام اور ایمان کے کسی بھی رکن کا انکار نہیں کرتے، نہ ہی دین کے کسی حکم کا اور کسی اصول کا انکار کرتے ہیں۔

۷- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تمہاری حالت اس عورت کی سی نہ ہو جائے جس نے آپ ہی محنت سے سوت کاتا اور پھر آپ ہی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا، تم اپنی قسموں کو آپس کے معاملات میں مکر وفریب کا ہتھیار بناتے ہو تاکہ ایک قوم دوسری قوم سے بڑھ کر فائدے حاصل کرے، حالانکہ اللہ اس عہد و پیمان کے ذریعہ سے تم کو آزمائش میں ڈالتا ہے، اور ضرور وہ قیامت کے روز تمہارے تمام اختلافات کی حقیقت تم پر کھول دے گا'' (النحل: ۹۲)۔

آپ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کیجئے: ''تمہاری حالت اس عورت کی سی نہ ہو جائے جس نے آپ ہی محنت سے سوت کاتا اور پھر آپ ہی اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا''، اسی طرح آپ غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اس تفرقہ وانتشار کا سبب بھی بتایا ہے، ''تاکہ ایک قوم دوسری قوم سے بڑھ کر فائدے حاصل کرے''، اسی طرح آپ اس بات پر بھی غور کریں کہ تفرقہ

۱- دین کے سلسلہ میں ایک دوسرے سے دشمنی نہ کرو، بلکہ بھائی بھائی بن کر رہو (النکت والعیون از ماوردی ۴/۶۴)۔

وانتشار کے اسباب کا وجود درحقیقت اللہ کی جانب سے آزمائش ہے، تا کہ وہ دیکھے کہ ہم اپنی زندگیوں میں کس طرح عمل کرتے ہیں۔

آپ غور کریں کہ اللہ تعالی نے مسلمانوں کے بعض اختلافات کے تعلق سے حکم کو قیامت تک کے لئے موخر کردیا ہے، لہذا اب کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنا کوئی فیصلہ صادر کرے اور مخالفین کے سلسلہ میں اپنا حکم نافذ کرے، ان کے جان ومال اور عزت وآبرو کو حلال قرار دے دے، یا ان پر اسلام سے خارج ہونے کا حکم لگادے یا انہیں شہر ووطن سے نکالنے کی کوششیں کرے۔

ب- احادیث:

امت محمدیہ کے کئی گروہوں میں تقسیم ہوجانے کا تذکرہ بہت ساری احادیث میں ملتا ہے، میں ان تمام احادیث کا تذکرہ یہاں نہیں کروں گا، آپ ان کا مطالعہ ضمیمہ نمبر (۱) میں کرسکتے ہیں۔

ان احادیث وروایات کی صحت اور ضعف کے سلسلہ میں مختلف علماء کی مختلف آراء ہیں، لیکن امت محمدیہ کا اختلاف وافتراق ایک امر واقعہ ہے، یہ ایک بالکل ظاہر وباہر شئی ہے، اسی لئے بہت سے علماء نے اختلاف امت کو نبی کریم ﷺ کی علامات نبوت میں شمار کیا ہے، بایں طور کہ نبی کریم ﷺ نے امت کے اختلاف کے سلسلہ میں جو پیشین گوئی کی تھی وہ بالکل صحیح ثابت ہوئی۔

لیکن میں آپ کے ساتھ ان روایات پر تھوڑا غور وفکر کروں گا:

اول: روایات کا ماحصل:

ان تمام روایات سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

۱-امت محمدیہ کا بہتر یا تہتر فرقوں وگروہوں میں تقسیم ہوجانا

۲-ایک فرقہ کے علاوہ تمام فرقوں کا جہنم میں داخل ہونا

دوم: مسلمانوں کے درمیان ظاہر ہونے والے فرقوں کی تعداد:

مسلمانوں کے درمیان بہت سارے فرقوں کا ظہور ہوا فرقوں وگروہوں کے علم کے ماہرین انہیں سیاسی مذاہب، اعتقادی مذاہب اور فقہی مذاہب کے لحاظ سے تین بڑے قسموں میں تقسیم کرتے ہیں (۱)۔

ان تینوں قسموں کے فرقوں کی مجموعی تعداد بہتر یا تہتر فرقوں سے کہیں زیادہ ہے، بلکہ ان میں سے ایک ہی قسم (اعتقادی مذاہب) کے فرقوں کی تعداد بہتر فرقوں سے زائد ہے، ان میں سے کچھ فرقے تو ماضی میں ہی ختم ہوگئے اور کچھ اب بھی باقی ہیں۔

اکثر علماء کا خیال ہے کہ فقہی مذاہب کا شمار ان فرقوں میں نہیں ہوتا ہے جن کی اس حدیث میں مذمت کی گئی ہے، کیونکہ نصوص کو سمجھنے میں فقہی مذاہب کا اختلاف دراصل فقہی فروعات کے سلسلہ میں تھا، سیاسی مذاہب کا آغاز اگرچہ سیاسی انداز میں ہوا لیکن ان میں سے بیشتر مذاہب نے بعد میں فقہی مذاہب کی شکل اختیار کرلی (شیعی اور خوارج فرقوں کا آغاز سیاسی مذاہب کے طور پر ہی ہوا تھا)، گاہے بگاہے ایسا بھی مشاہدہ ہوتا ہے کہ مختلف فقہی مذاہب کے متبعین کے درمیان سے سیاسی تحریکات کا ظہور ہوتا ہے، یہ بات عمومی طور پر تمام اسلامی مذاہب ومسالک میں دیکھنے کو ملتی ہے، اسی لئے علماء کا غالب گمان یہ ہے کہ حدیث میں مذکور فرقوں سے مراد وہ فرقے ہیں جو ان اعتقادی امور ومسائل پر اختلاف کرتے ہیں جن کا تعلق ایمان اور کفر

۱- دیکھئے: مقالات الاسلامیین از ابو الحسن الاشعری (وفات ۳۳۰ھ)، تاریخ المذاہب الاسلامیہ از شیخ محمد ابوزہرہ، مقارنۃ الادیان از ڈاکٹر احمد شلبی ج ۳۔

ہے۔

سوم: کیا اسلام سے منسوب فرقوں کا سلسلہ ختم ہو گیا؟

حدیث میں بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد سے قیامت تک مسلمانوں کے درمیان مختلف فرقوں کا ظہور ہوتا رہے گا، مسلمانوں کے درمیان ایسے فرقوں کے ظہور کا سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا ہے اور نہ ہی قیامت تک یہ سلسلہ ختم ہونے والا ہے، جب بھی کسی ایسے شخص کا ظہور ہوتا ہے جو اپنی رائے رکھتا ہے اور اس کے چند متبعین بن جاتے ہیں تو وہ ایک مذہب اور ایک سیاسی، اعتقادی یا فقہی فرقہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے، ہمیں علم نہیں کہ آج کے بعد امت میں کتنے مزید فرقوں کا ظہور ہوگا، خود انیسویں اور بیسویں صدی میں ایسے بہت سے فرقوں کا ظہور ہوا جن سے ان صدیوں سے پہلے کے مورخین واقف نہیں تھے، مثلاً احمدیہ جو قادیانیت (۱) کے نام سے

۱- احمدیہ: یہ ایک دینی تحریک ہے جس کا ظہور تیرہویں صدی ہجری مطابق انیسویں صدی عیسوی میں ہندوستان کی ریاست پنجاب (حالیہ پاکستان) میں ہوا، تحریک کے بانی مرزا غلام احمد کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس تحریک کا نام 'احمدیہ' رکھ دیا گیا، اس تحریک کو قادیان (ریاست پنجاب کا ایک گاؤں جو لاہور سے ساٹھ میل کی دوری پر واقع ہے) کی طرف منسوب کرتے ہوئے 'قادیانیت' بھی کہا جاتا ہے قادیان میں اس تحریک کے بانی کی ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں ولادت ہوئی تھی، چونکہ ایک مسلمان کے ذریعہ اسلامی معاشرہ میں اس تحریک کا ظہور ہوا تھا اس لئے بہت سارے مؤرخین اور ادیان کے ماہرین نے اسے ایک اسلامی تحریک کے طور پر شمار کیا ہے اس تحریک کے متبعین خود کو مسلمان کہتے ہیں، بیسویں صدی کی تیسویں دہائی میں جامعہ ازہر کے کلیۃ اصول الدین کے پہلے ڈین شیخ عبدالمجید اللبان کے زیر صدارت شیخ الازہر کی جانب سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی، اس کمیٹی نے ان دو قادیانی طلباء کی صورت حال کا جائزہ لیا جو ازہر و مصر میں قادیانیت کی تبلیغ واشاعت کا کام کر رہے تھے، اس کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ قادیانی کافر ہیں، ساتھ ہی ازہر نے ان دو طلباء کو یونیورسٹی سے خارج کر دیا، اور یہ اعلان کر دیا گیا کہ اس فرقے کے افکار و عقائد سے اتفاق رکھنے والا ہر شخص کافر ہے کیونکہ اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد کا یہ دعوی ہے کہ حضرت مسیح اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ ان کی روح آسمان پر اٹھائی گئی اور ان کے جسم کو ہندوستان میں دفن کیا گیا، مرزا غلام احمد کی یہ وہ پہلی رائے تھی جس میں انہوں نے جمہور امت سے اختلاف کیا، پھر انہوں نے دعوی کیا کہ حضرت مسیح کی روح ان کے اندر سما گئی ہے =

= مسلمان حضرت مسیح کے واپس آنے کے جس عقیدہ پر ایمان رکھتے ہیں وہ درحقیقت حضرت مسیح کی روح کے ان کے اندر حلول کرجانے سے پورا ہوگیا، انہوں نے یہ بھی دعوی کیا کہ وہ ''مہدی منتظر'' ہیں، ان کو خدا کی جانب سے بھیجا گیا ہےتا کہ وہ دین اسلام کی تجدید کرسکیں، لہذا جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ حق ہے کوئی بھی شخص اس کا انکار نہیں کرسکتا، کیونکہ وہ جو کچھ کہتے اور بولتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے انہوں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ دعوی بھی کرڈالا کہ ان کے جسم میں لاہوت حلول کرگیا ہے ان کے ہاتھوں سے معجزات کا ظہور ہوتا ہے لہذا وہ اللہ کے رسول ہیں، ان کی رسالت نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کے عقیدہ کے منافی نہیں ہے رہی یہ آیت: "ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين" (احزاب: ۴۰) تو وہ اس کی تفسیر یہ کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے بعد جو بھی نبی آئے گا وہ آپ کی شریعت کا احیاء اور تجدید کرے گا (حقیقۃ الوحی/ ۲۷، التعلیم/ ۱۵)۔

مرزا غلام احمد کی وہ آراء جو اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں:

۱- فریضۂ جہاد اب منسوخ ہوگیا ہے، کیونکہ جہاد کے اغراض ومقاصد ختم ہو چکے ہیں، لہذا اب جبکہ دین میں فتنہ کی گنجائش نہیں رہی جہاد کی بھی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی ہے (تبلیغ الرسالہ/ ۱۷)۔

۲- کسی بھی احمدی کی نماز غیر احمدی کے پیچھے درست نہیں ہے۔

۳- جو ان کی دعوت پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔

۴- احمدی خاتون کی شادی صرف احمدی مرد سے ہی ہو سکتی ہے۔

۱۹۰۸ء میں مرزا غلام احمد کی موت کے بعد اس تحریک وجماعت کی صدارت حکیم نورالدین کے حصہ میں آئی، ان کے بعد یہ تحریک دو حصوں میں تقسیم ہوگئی:

اول: اس کی صدارت غلام احمد کے بیٹے بشیر الدین محمود نے سنبھالی، یہ شعبہ قادیان کہلاتا ہے اس شعبہ سے منسوب افراد نے مرزا غلام احمد کے آراء وافکار کی بہت زیادہ حفاظت کی اور ان کی زبان سے نکلے ہوئے ہر حرف کو نافذ کرنے میں بڑی شدت سے کام لیا۔

دوم: یہ شعبہ لاہور کہلاتا ہے اس کی صدارت محمد علی لاہوری نے کی، اس شعبہ کے عقائد درج ذیل ہیں:

الف- اس شعبہ نے مرزا غلام احمد کے الہامات کا انکار تو نہیں کیا لیکن اس نے ان کے نبوت کے دعوی کا انکار کردیا، اس سلسلہ میں ان سے جو نصوص وارد ہوئے ہیں ان حضرات نے ان کی یہ وضاحت کی کہ یہ محض تعبیرات ہیں، ان کا مقصد کچھ اور ہے۔

ب- ان حضرات نے اپنی دعوت پر ایمان نہ لانے والے مسلمانوں کو کافر کہنے سے احتراز کیا، ایسے لوگوں کو انہوں نے فاسق کا نام دیا۔

ان دونوں شعبوں (شعبۂ قادیان اور شعبۂ لاہور) کو احمدی تحریک کے نام سے جانا جاتا ہے دنیا کے مختلف ممالک میں ان کی بڑی وسیع سرگرمیاں ہیں، یہ حضرات مساجد اور ثقافتی مراکز تعمیر کرواتے ہیں (مفاہیم اسلامیہ از ڈاکٹر محمد شامہ ا/ ۷)۔

مشہور ہے، اسی طرح بابیہ (۱) اور بہائیہ (۲) فرقے، عین ممکن ہے کہ اس فتنہ کے دور میں ابھی اور

---

(۱) بابیہ فرقہ کی نسبت ''باب'' لفظ کی جانب ہے اسماعیلیہ لفظ ''باب'' کا استعمال ''شیخ'' اور ''اساس'' کے لئے کرتے ہیں لفظ باب کا استعمال سب سے پہلے نصیریہ نے حضرت سلمان فارسی کے لئے کیا تھا، جہاں تک لفظ ''دروز'' کا تعلق ہے تو اس کا استعمال اس ولی روحانی وزیر کے لئے ہوتا ہے جو کل عقل کا استعمال کرتا ہے۔

علی محمد شیرازی کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ اس امام غائب کا باب ہے جس کا شیعی فرقوں کو انتظار ہے انہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ الٰہی حقیقت کے مظہر کا باب ہیں۔

ان کی پیدائش ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء یا اس کے ایک دو سال بعد شیراز میں ہوئی، انہوں نے سب سے پہلے یہ دعویٰ کیا کہ وہ ''باب المہدی'' ہیں اس کے بعد انہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا، ان کے چند متبعین و اعوان تھے، جنہوں نے ان کی دعوت کی نشر و اشاعت شروع کر دی، بعض لوگوں نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا، لیکن اکثریت نے ان کی دعوت کو ٹھکرا دیا، اس کے بعد ایک کشمکش کا آغاز ہوا، جس کا اختتام باب (علی محمد شیرازی) کے قتل پر ہوا۔

بابیہ کے یہاں عقائد و عبادات سے متعلق بہت سی تعلیمات پائی جاتی ہیں جو اسلام سے متعارض ہیں، ان حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان میں حلول کر جاتا ہے ان کے یہاں انسان کے اندر اللہ کا حلول ''انسانی ڈھانچہ میں الٰہی مظہر'' تصور کیا جاتا ہے یہ واضح کفر ہے یہ حضرات آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں، موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے، جنت و جہنم اور آخرت کے حساب و کتاب پر یہ حضرات ایمان نہیں رکھتے، ان کے یہاں قیامت کا مطلب ''الٰہی روح کا نئے انسانی مظہر'' میں ظاہر ہونا ہے انہوں نے پنجوقتہ نمازوں کو بھی منسوخ قرار دے دیا ہے قبلہ ''باب'' کا گھر، قید خانہ یا وہ تمام گھر ہیں جن میں ''باب'' نے رہائش اختیار کی ہے یہ حضرات صرف ۱۹ دن روزے رکھتے ہیں، اس مہینہ کو وہ ''شہر العلاء'' کہتے ہیں، ان کے یہاں ہر مہینہ ۱۹ دن کا ہوتا ہے اور سال ۱۹ مہینوں پر مشتمل ہوتا ہے، زکوٰۃ جماعت بابیہ کے امور کے دیکھ بھال کرنے والی مجلس کو دی جاتی ہے حج کے لئے ان جگہوں کا قصد کیا جاتا ہے جنہیں ''باب'' نے قبلہ قرار دیا ہے ان کے یہاں مرد اپنی بیوی کو ۱۹ طلاقیں دے سکتا ہے اس کی مدت عدت ۱۹ دن ہے اگر کوئی عورت بیوہ ہو جاتی ہے تو اس کے عدت کی مدت ۹۵ دن ہے میراث کا حق سات لوگوں کو حاصل ہے بیٹے اور بیٹیاں بغیر کسی تفریق کے، شوہر اور بیوی، ماں اور باپ، بھائی اور بہن (مفاہیم اسلامیہ از ڈاکٹر محمد ابراہیم فیومی ۱/ ۹۴)۔

(۲) بہائی فرقہ کی نسبت بہاء اللہ کی جانب ہے بہاء اللہ کا حقیقی نام حسین علی مازندرانی تھا، انہوں نے خود سے اپنا نام بہاء اللہ رکھا تھا، بابیہ تحریک کی مدد اور پس پردہ تعاون میں ان کا بڑا رول رہا ہے انہوں نے اپنے ذاتی منافع کے حصول کے لئے بابیہ تحریک کی ہر طرح سے مدد کی، وہ یہ سب کچھ پس پردہ کرتے رہے تا کہ ان کی حقیقت سے لوگ واقف نہ ہو سکیں، ایران میں اپنے قیام کے دوران انہوں نے روس اور وہاں کے علماء سے تعاون کیا، =

= ترکی اور فلسطین میں اپنے قیام کے دوران انہوں نے عالمی یہودی اداروں اور انگریزی استعمار سے تعاون کیا، ''باب'' (قائم) کے قتل کے بعد انہوں نے ''باب'' کے خلیفہ ہونے کا دعوی کردیا، پھر انہوں نے دعوی کیا کہ وہی ''باب'' ہیں، پھر انہوں نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور کہا کہ ''قائم'' (باب) ان کی راہ ہموار کرنے کے لئے آئے تھے اور خود وہ ''قیوم'' ہیں، پھر اس سے بھی آگے بڑھ کر انہوں نے نبوت کا دعوی کردیا، اور اخیر میں وہ الوہیت و ربوبیت کا دعوی کر بیٹھے انہوں نے یہ بھی دعوی کیا کہ وہ حقیقت الہیہ کا مظہر ہیں، حقیقت الہیہ ان کے جسم میں حلول کرنے کے بعد ہی اپنے مکمل کمال کو پہنچی ہے حضرت آدم سے لے کر تمام انبیاء تک جتنے بھی ''الٰہی ظہور'' رونما ہوئے ہیں وہ درحقیقت ادنی درجے کے تھے، ''الٰہی ظہور'' اپنے کمال کو اس وقت پہنچا جب اس نے ان کے جسم میں حلول کیا، بہاء اللہ ہمہ وقت اپنے چہرہ کو ڈھانپ کر رکھتے تھے، انہوں نے بہت سی کتابیں بھی تصنیف کی ہیں چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

۱- الایقان: انہوں نے یہ کتاب بغداد میں اپنے قیام کے دوران تحریر کی، یہ کتاب ''باب'' ہونے کے دعوی کی تائید میں تحریر کی گئی ہے۔

۲- انہوں نے بہت سے مقالے بھی تحریر کئے، بعض مقالے عربی زبان میں اور بعض فارسی زبان میں ہیں، مثلاً ''الالواح''، ''الاشراقات''، ''الہیکل''، الکلمات الفردوسیہ ''العہد''، (مفاہیم اسلامیہ از ڈاکٹر محمد ابراہیم جیوشی ۱/ ۶۴)۔

۳- ان کی سب سے زیادہ مشہور کتاب ''الاقدس'' ہے انہوں نے یہ کتاب اپنی زندگی کے اخیر سالوں میں تحریر کی تھی، انہوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ اس کتاب میں جو احکام وارد ہوئے ہیں وہ مشیت الٰہی کی جانب سے نازل ہوئے ہیں، اب تک مقدس کتابوں میں جو کچھ نازل کیا گیا تھا وہ سب منسوخ ہوگئے ہیں کیونکہ وہ جدید انسان کی ضرورتوں کو پورا نہیں کرتے ہیں، ''الاقدس'' درحقیقت خیالات واحساسات کا مجموعہ ہے اس میں الہام، حلال وحرام اور وعظ ونصیحت سے متعلق گفتگو کی گئی ہے امتوں اور بادشاہوں کو خطاب کیا گیا ہے اس میں کچھ پہیلیاں بھی ہیں جو حروف کی جانب اشارہ کرتی ہیں، مثلاً "یا أرض الطاء لا تحزنی من شئ لقد جعلک اللہ مطلع فرح العالمین یا أرض الخاء نسمع فیک صوت الرجال فی ذکر ربک الغنی المتعال"۔ ان کی موت کے بعد اس تحریک وجماعت کی باگ ڈور ان کے بیٹے عباس عبد البہاء نے سنبھالی، عباس کے بعد ان کے پوتے شوقی ربانی کے ہاتھ میں باگ ڈور آئی، پھر اس کی باگ ڈور ایک امریکی یہودی میسون نے سنبھال لی۔

اس جماعت کے متبعین بہاء کی عبادت کرتے ہیں، عبادت کے وقت وہ ان کی قبر کی جانب رخ کرتے ہیں، اور ان کی قبر کی زیارت کے لئے جاتے ہیں، اس سلسلہ میں بہاء اللہ کا قول ہے: ''جس نے میری طرف رخ کیا اس نے درحقیقت معبود کی طرف رخ کیا، اور جو لوگ اپنی عبادتوں میں اللہ کی جانب رخ کرتے ہیں وہ درحقیقت ایک ایسے وہم کی جانب رخ کرتے ہیں جسے خیال وگمان نے کمزور کردیا ہے''، یہ حضرات طلوع شمس، زوال شمس اور غروب شمس کے وقت نو رکعتیں نماز پڑھتے ہیں، یہ حضرات ۹ کے عدد کو مقدس مانتے ہیں، =

فرقوں کا ظہور ہو، اللہ سے دعا ہے کہ وہ امت مسلمہ کو گمراہی، کفر اور نفاق سے محفوظ رکھے۔

چہارم: احادیث میں عدد کے ذکر کا فائدہ:

نبی کریم ﷺ نے حدیث میں جس عدد کا ذکر کیا ہے کیا اس سے مراد وہی عدد ہے یا پھر اس سے مراد کثرت ہے؟

میں نے یہ سوال خود اپنی ذات سے کیا، کیونکہ میں نے مذاہب وادیان سے متعلق کتابوں میں دیکھا کہ ان میں اعتقادی مذاہب کی تعداد ۷۳ سے زیادہ ذکر کی گئی ہے، اس کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کے مؤلفین نے کوئی ایسا واضح معیار نہیں بیان کیا ہے جس سے معلوم ہو کہ فلاں فرقہ افتراق امت سے متعلق حدیث کے ضمن میں آتا ہے۔

لہذا میرا غالب گمان یہ ہے کہ احادیث میں جن اعداد کا ذکر کیا گیا ہے (خواہ وہ یہودی فرقوں سے متعلق ہو یا عیسائی فرقوں سے متعلق ہو) ان سے مراد وہی اعداد نہیں ہیں بلکہ ان کے ذریعہ سے کثرت کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے، مثلاً قرآن کریم نے ستر کا عدد کثرت بتانے کے لئے استعمال کیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''اے نبی ﷺ، تم خواہ ایسے لوگوں کے لئے

= کیونکہ ''بہاء'' حروف کا ٹوٹل ۹ ہوتا ہے بہاء اللہ کی زندگی میں ان حضرات کا قبلہ ان کا محل تھا اور ان کی موت کے بعد ان کی قبر قبلہ ہوگیا ہے ان کے یہاں روزہ ۱۹ دن کا ہوتا ہے زکوۃ اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس سو مثقال سونا ہو، اس سے بطور زکوۃ ۱۹ مثقال سونا لیا جاتا ہے ایک مرد دو عورتوں سے شادی کرسکتا ہے مرد کے لئے ماں کے علاوہ اور کوئی عورت حرام نہیں ہے سود حلال ہے جہاد حرام ہے میراث کے سلسلہ میں انہوں نے بابیہ کا مذہب اختیار کیا، بابیہ ہی کی طرح یہ لوگ بھی آخرت کا انکار کرتے ہیں، ان کے یہاں بہت ساری تاویلات پائی جاتی ہیں جس کے ذریعہ وہ الفاظ کے اصل معانی کو بدل کر رکھ دیتے ہیں، مثلاً قیامت: اللہ کی روح کا انسانی جسم میں حلول کر جانا، البعث: روح کی بیداری، رؤیۃ اللہ: اس انسانی جسم کو دیکھنا جس میں اللہ کی روح حلول کر گئی ہے الجنۃ: علم کے وہ باغ جو بہاء اللہ کے عہد میں ظاہر ہوئے، النار: اس حقیقت کی معرفت سے محرومی، وہ الٰہی حقیقت جو ''باب'' کے جسم میں ظاہر ہوئی، یا اس بات سے انکار کہ بہاء تمام عالم کے رب ہیں، ان کے یہاں اور بھی بہت ساری تاویلات ہیں جو آخرت کے انکار پر مبنی ہیں (مفاہیم اسلامیہ از ڈاکٹر محمد ابراہیم جیوشی ۱/ ۷۳)۔

معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو، اگر تم ستر مرتبہ بھی انہیں معاف کردینے کی درخواست کروگے تو اللہ انہیں ہرگز معاف نہ کرے گا، اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے، اور اللہ فاسق لوگوں کو راہ نجات نہیں دکھاتا'' (التوبۃ: ۸۰)۔ لہذا احدیث میں اس جانب اشارہ کیا گیا ہے کہ عیسائیت میں فرقوں کی تعداد یہودی فرقوں سے زیادہ ہوگی، اور امت مسلمہ میں فرقوں کی تعداد یہودی وعیسائی فرقوں سے بھی زیادہ ہوگی۔

پنجم: جہنم رسید ہونے والے فرقوں کی جامع بنیاد:

احادیث کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ جہنم میں داخل ہونے والے فرقوں کا ظہور اپنی خواہشات کی اتباع کے سبب ہوتا ہے، خواہ یہ خواہشات ذاتی منفعت سے متعلق ہوں یا قبائلی، دینی، گروہی، قومی، مذہبی اور سیاسی منفعت سے متعلق ہوں، اس طرح کی خواہشات کا ظہور بعض مسلمانوں سے ہی ہوتا ہے، جو مختلف قسم کے دعوے کرتے ہیں، اور انہیں کچھ ایسے افراد بھی مل جاتے ہیں جو ان کے دعووں کی تصدیق کرتے ہیں، اسے تسلیم کرتے ہیں اور پھر اس کی ترویج واشاعت کرتے ہیں اور اس کے دفاع میں اپنی ساری محنت لگا دیتے ہیں۔

اپنی خواہشات کی اتباع ایک انتہائی مہلک مرض ہے، یہ مرض جس بھی امت، خاندان، مذہب ومسلک، دینی، سماجی، سیاسی یا فوجی جماعت یا معاشرہ کو لاحق ہوتا ہے وہ تباہ وبرباد ہوجاتا ہے، الا یہ کہ اس جماعت تحریک اور مسلک کے اصحاب عقل ودانش اس مرض کا فوری طور پر تدارک کریں۔

اتباع ہویٰ سے متعلق قرآن کریم کا انتباہ:

اللہ تعالی نے بندوں کو اپنی خواہشات کی اتباع کرنے سے باز رہنے کی تلقین کی ہے،

کیونکہ اتباع ہوی انسان کو اللہ کے سیدھے اور مضبوط راستہ سے گمراہ کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے، وہ اس کی کسی طرح کی کوئی معاونت نہیں کرتا ہے، ایسا شخص اللہ کی نظر میں ظالم ٹھہرتا ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ اپنی خواہشات کی اتباع کرنے والا شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ سارے کام صحیح کر رہا ہے، تو آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو دوسرے کے خواہشات کی اتباع کرتا ہو؟

جب حضرت داؤدؑ دو بھائیوں کے درمیان فیصلہ کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کی: ''اے داؤد، ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے، لہذا تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور خواہش نفس کی پیروی نہ کر کہ وہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی، جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹکتے ہیں یقیناً ان کے لئے سخت سزا ہے کہ وہ یوم الحساب کو بھول گئے'' (ص: ۲۶)۔

اللہ تعالیٰ نے خود نبی کریم ﷺ کو متنبہ کیا کہ وہ سابق مذاہب سے متعلق اپنے مخالفین کے خواہشات کی اتباع نہ کریں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو، صاف کہہ دو کہ راستہ صرف وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے، ورنہ اگر اس علم کے بعد، جو تمہارے پاس آچکا ہے، تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست اور مددگار تمہارے لئے نہیں ہے'' (بقرہ: ۱۲۰)۔

اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتا ہے: ''تم ان اہل کتاب کے پاس خواہ کوئی نشانی لے آؤ، ممکن نہیں کہ یہ تمہارے قبلہ کی پیروی کرنے لگیں، اور نہ تمہارے لئے یہ ممکن ہے کہ ان کے قبلے کی پیروی کرو، اور ان میں سے کوئی گروہ بھی دوسرے کے قبلہ کی پیروی کے لئے تیار نہیں ہے اور اگر تم نے اس علم کے بعد، جو تمہارے پاس آچکا ہے، ان کی خواہشات کی پیروی کی، تو یقیناً تمہارا شمار ظالموں میں ہوگا'' (بقرہ: ۱۴۵)۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے: ''پھر اے

نبی ﷺ ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی محافظ ونگہبان ہے، لہذا تم خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو، ہم نے تم (انسانوں) میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی، اگر چہ تمہارا خدا چاہتا تو تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا، لیکن اس نے یہ اس لئے کیا کہ جو کچھ اس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے، لہذا بھلائیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو، آخر کار تم سب کو خدا کی طرف پلٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو، پس اے نبی ﷺ تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ان لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو، ہوشیار رہو کہ یہ لوگ تم کو فتنہ میں ڈال کر اس ہدایت سے ذرہ برابر منحرف نہ کرنے پائیں جو خدا نے تمہاری طرف نازل کی ہے، پھر اگر یہ اس سے منہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ نے ان کے بعض گناہوں کی پاداش میں ان کو مبتلا کرنے کا ارادہ کر ہی لیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں میں سے اکثر فاسق ہیں'' (مائدہ: ۴۸-۴۹)۔

ایک اور جگہ اللہ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کیا ہے: ''اسی ہدایت کے ساتھ ہم نے یہ فرمان عربی تم پر نازل کیا ہے، اب اگر تم نے اس علم کے باوجود جو تمہارے پاس آچکا ہے لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی تمہارا حامی و مددگار ہے اور نہ کوئی اس کی پکڑ سے تم کو بچا سکتا ہے'' (رعد: ۳۷)۔

ششم: جہنم سے نجات دلانے والی بنیاد:

افتراق امت سے متعلق بعض احادیث میں ان طریقوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو ایک

مسلمان کو ایسے فرقوں سے وابستہ ہونے سے محفوظ رکھتے ہیں جو جہنم میں داخل ہونے والے ہیں، ان طریقوں کی بنیاد مندرجہ ذیل دو امور پر ہے:

اول: جماعت سے وابستگی۔

دوم: نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے منہج کے ذریعہ ہدایت حاصل کرنا۔

نبی کریم ﷺ کی حدیث "ما أنا عليه و أصحابي"، اور ایک دوسری روایت کے مطابق "ما نحن عليه اليوم أنا و أصحابي" کے سمجھنے میں مسلمانوں کے درمیان تھوڑا اختلاف پایا جاتا ہے، آیا اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے منہج سے ہدایت حاصل کی جائے، ان کے تمام افعال کو غور سے دیکھا جائے تا کہ ہر فعل کا حکم معلوم ہو سکے کہ وہ واجب ہے، یا مستحب ہے یا مباح ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور یہ کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے ہی نکل کھڑے ہوتے، مگر ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کی آبادی کے ہر حصہ میں سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنے علاقہ کے باشندوں کو خبردار کرتے تا کہ وہ (غیر مسلمانہ روش سے) پرہیز کرتے" (توبہ:۱۲۲)۔ یا پھر اس حدیث کا یہ مفہوم ہے کہ دیکھا جائے کہ نبی کریم ﷺ نے کون سے افعال نہیں کئے ہیں، اور یہ سمجھا جائے کہ یہ وہ امور ہیں جن سے شریعت نے خاموشی اختیار کی ہے، لہذا انہیں اہل علم کے حوالہ کیا جائے تا کہ وہ شریعت کے عمومی قواعد کی روشنی میں ان کا حکم معلوم کر سکیں، یا پھر اس سے مثلیت مراد ہے، یعنی نبی کریم ﷺ نے جو کچھ کیا ہے اور جو کچھ نہیں کیا ہے ان سبھی اعمال وافعال کو دیکھا جائے، اور نبی کریم ﷺ نے جن پر عمل کیا ہے وہ اعمال کئے ہیں اور جو اعمال آپ نے نہیں کئے ان سے باز رہا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک بہترین نمونہ تھا، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے" (احزاب:۲۱)۔

ہفتم: ان احادیث پر غور وفکر کا طریقہ:

یہ جاننے کے لئے کہ مختلف فرقوں کے درمیان نجات پانے والا گروہ کون سا ہے، بہت سے علماء و دعاۃ نے اپنی پوری کوششیں صرف کردی ہیں (۱)۔

لیکن میں اس حدیث پر ایک دوسرے زاویہ سے غور وفکر کروں گا، تاکہ اس کے بعد جو حکم اور نتیجہ سامنے آئے وہ زیادہ مقصدی، عقل پر مبنی اور مسلمانوں کی موجودہ صورت حال سے قریب تر ہو، میری کوشش یہ ہوگی کہ نجات پانے والے گروہ کے عقائد اور اعمال وافعال کو جانا جائے، میں نجات پانے والے گروہ کا نام جاننے کی کوشش نہیں کروں گا۔

اس طریقہ کو اختیار کرنے کے کئی عوامل ہیں، مثلاً:

۱- کسی بھی فرقہ کے نجات یافتہ ہونے کا حکم لگانے کے سلسلہ میں ان کے ناموں کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ نام اللہ یا اس کے رسول کی جانب سے متعین کردہ نہیں ہیں، یہ تو اصطلاحی نام ہیں جو شہرت کے سبب یا تعارف کی خاطر پڑ گئے ہیں، یا ان فرقوں کے بانیان نے خود سے اپنے فرقوں کے نام رکھ لئے ہیں یا ان کے مخالفین نے رکھ دیئے ہیں۔

۲- اگر ہم صرف ناموں کا اعتبار کرکے کسی فرقہ کے نجات یافتہ ہونے کا حکم صادر کریں، تو ہماری حالت یہودیوں وعیسائیوں کی طرح ہوجائے گی جو یہ دعوی کرتے ہیں کہ یہودیت یا عیسائیت پر (عیسائیوں کے خیال کے مطابق) عمل کرنے کی وجہ سے صرف وہی حضرات جنت میں جائیں گے، اللہ تعالی نے ان کے اس دعوی کی تردید کی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "ان کا کہنا

۱- عموماً ہر عالم نے اپنے فرقہ کو ہی نجات پانے والا گروہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اگر کسی نے تھوڑی وسعت سے کام لیا ہے تو اس نے یہ کہہ دیا کہ جو فرقے بھی ان کے طریقہ پر ہیں وہ بھی نجات پانے والے ہیں، اور جو ان کے علاوہ دیگر فرقے ہیں اور جو ان کے طریقے پر بھی نہیں ہیں وہ سب گمراہ کن اور جہنم میں داخل ہونے والے ہیں، ہر عالم نے اپنے فرقہ کے متبعین اور دوسرے فرقوں کے متبعین کے درمیان ایک مضبوط نفسیاتی دیوار قائم کردی ہے لہذا ایک فرقہ کے افراد دوسرے فرقہ کے افراد سے قریب نہیں ہوتے اور نہ ہی ان سے تعلقات رکھنا پسند کرتے ہیں، اس طرح ہر ایک کے دل میں دوسرے کے تعلق سے بغض وعداوت پیدا ہوجاتی ہے۔

ہے کہ کوئی شخص جنت میں نہ جائے گا جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو یا (عیسائیوں کے خیال کے مطابق) عیسائی نہ ہو، یہ ان کی تمنائیں ہیں، ان سے کہو، اپنی دلیل پیش کرو، اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو“ (بقرہ: ۱۱۱)۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل ہونے کا ایک بڑا ہی واضح معیار متعین فرمادیا ہے، یہودیوں وعیسائیوں کی تردید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”حق یہ ہے کہ جو بھی اپنی ہستی کو اللہ کی اطاعت میں سونپ دے اور عملاً نیک روش پر چلے، اس کے لئے اس کے رب کے پاس اس کا اجر ہے اور ایسے لوگوں کے لئے کسی خوف یا رنج کا کوئی موقع نہیں“ (بقرہ: ۱۱۲)۔

۳-مسلمانوں کے درمیان جو بھی اختلافات ہوئے ہیں، ان میں سے اکثر یا تو دینی نص کے ثبوت کے سلسلہ میں ہوئے ہیں، یا نصوص (آیت یا حدیث) کو سمجھنے کے سلسلہ میں ہوئے ہیں یا ان کی تفسیر وتوضیح کے سلسلہ میں ہوئے ہیں، ان میں سے اکثر اختلافات نہ ہی ایمان کو ضائع کرتے ہیں اور نہ ہی عمل صالح کو، تمام ہی مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ایمان اور عمل صالح کو ضائع کرنے والی صرف دو ہی چیزیں ہیں، اول اللہ کے ساتھ کفر (۱)، یہ سب سے بڑا شرک ہے کہ آپ کسی کو اللہ کا ہمسر قرار دیں حالانکہ اسی نے آپ کو پیدا کیا ہے (۲)،

۱- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی اور ہر اس کتاب پر جو اس سے پہلے وہ نازل کرچکا ہے جس نے اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز آخر سے کفر کیا وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت دور نکل گیا (نساء: ۱۳۶)۔

۲- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اللہ کے یہاں بس شرک ہی کی بخشش نہیں ہے اس کے سوا اور سب کچھ معاف ہوسکتا ہے جسے وہ معاف کرنا چاہے جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا وہ تو گمراہی میں بہت دور نکل گیا“ (نساء: ۱۱۶)۔ عمرو بن شرحبیلؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہؓ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تم کسی کو اللہ کا ہمسر ٹھہراؤ حالانکہ اسی نے تم کو پیدا کیا ہے میں نے کہا یہ تو بہت بڑا گناہ ہے میں نے کہا اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اس خوف سے اپنی اولاد کو قتل کردو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگا، میں نے کہا: اس کے بعد سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا (صحیح بخاری ۱۴/ ۴۳۳۲)۔

دوم: ارتداد(۱)۔

۴- عقائد کے تعلق سے جن مسائل میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے وہ عموماً علمی مسائل ہیں، عملی طور پر ان کے کوئی اثرات نہیں ہیں، ان مسائل پر عمل کرنے سے ایمان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا ہے، اور عمل نہ کرنے سے ایمان کم بھی نہیں ہوتا ہے۔

۵- اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ایک سے زیادہ جگہوں پر یہ بیان کیا ہے کہ جنت میں داخل ہونے کا معیار ایمان اور عمل صالح ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ''یقین جانو کہ نبی عربی کو ماننے والے ہوں یا یہودی، عیسائی ہوں یا صابی، جو بھی اللہ اور روز آخر پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا، اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور اس کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے'' (بقرہ:۶۲)۔

''مسلمان ہوں یا یہودی، صابی ہوں یا عیسائی، جو بھی اللہ اور روز آخر پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا بے شک اس کے لئے نہ کسی خوف کا مقام ہے نہ رنج کا'' (مائدہ:۶۹)۔

''جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے'' (نحل:۹۷)۔

''اے نبی ﷺ، کہو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے'' (کہف:۱۱۰)۔

(۱) اللہ تعالی فرماتا ہے: ''اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا، اس کے اعمال دنیا و آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم میں رہیں گے'' (بقرہ:۲۱۷)۔

"یہ تمہاری دولت اور تمہاری اولا د نہیں ہے جو تمہیں ہم سے قریب کرتی ہو، ہاں مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے، یہی لوگ ہیں جن کے لئے ان کے عمل کی دُہری جزاء ہے اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے" (سبا:۳۷)۔

"جو برائی کرے گا اس کو تو اتنا ہی بدلہ ملے گا جتنی اس نے برائی کی ہوگی، اور جو نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، ایسے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے جہاں ان کو بے حساب رزق دیا جائے گا" (مومن:۴۰)۔

"جب اجتماع کے دن تم سب کو وہ اکٹھا کرے گا، وہ دن ہوگا ایک دوسرے کے مقابلہ میں لوگوں کی ہار جیت کا، جو اللہ پر ایمان لایا ہے اور نیک عمل کرتا ہے، اللہ اس کے گناہ جھاڑ دے گا اور اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے" (تغابن:۹)۔

"ایک ایسا رسول جو تم کو اللہ کی صاف صاف ہدایت دینے والی آیات سناتا ہے تاکہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے، جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، یہ لوگ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ نے ایسے شخص کے لئے بہترین رزق رکھا ہے" (طلاق:۱۱)۔

لہذا ایک ایسے واضح معیار کو جاننے کی کوشش کرنا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے جو اس فرقہ کے خدوخال کو ہمارے سامنے نمایاں کر سکے جو جنت میں جانے کا مستحق ہے، ذیل میں، میں اس سلسلہ میں اپنے غور و فکر کا خلاصہ پیش کر رہا ہوں:

نجات پانے والے گروہ کا حقیقی معیار:

میرا خیال ہے کہ اللہ تعالی نے نجات پانے والے فرقہ کے لئے جو معیار متعین فرمایا

ہے وہ ''تقوی'' ہے، ہر زمانہ میں متقیوں کا گروہ ہی نجات پانے والا گروہ رہا ہے، خواہ ان متقیوں کا تعلق کسی بھی فرقہ، جماعت اور مذہب ومسلک سے رہا ہو، کسی فرقہ کے بارے میں علی الاطلاق یہ دعوی کرنا کہ وہ نجات پانے والا فرقہ ہے اور دوسرے تمام فرقے جہنم میں جانے والے ہیں، دراصل اس کا تعلق خود اپنی ذات کو مزکی ومصفی قرار دینے سے ہے اور اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا ہے، اللہ کا ارشاد ہے: ''پس اپنے نفس کی پاکی کے دعوے نہ کرو، وہی بہتر جانتا ہے کہ واقعی متقی کون ہے'' (نجم:۳۲)۔

ذیل میں اس بات کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں کہ تقوی ہی نجات پانے والے گروہ کا اصل معیار ہے:

اول: اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بے شمار جگہوں پر متقیوں کا ذکر کرکے فرمایا ہے کہ یہ لوگ جنت میں جانے والے ہیں، ذیل میں چند آیات پیش کی جاتی ہیں:

''یقینا متقیوں کے لئے کامرانی کا ایک مقام ہے'' (نبا:۳۱)۔

''متقی لوگ آج سایوں اور چشموں میں ہیں'' (مرسلات:۴۱)۔

''یقینا خدا ترس لوگوں (یعنی متقیوں) کے لئے ان کے رب کے ہاں نعمت بھری جنتیں ہیں'' (قلم:۳۴)۔

''متقی لوگ یقینا باغوں اور نہروں میں ہوں گے'' (قمر:۵۴)۔

''متقی لوگ وہاں باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے'' (طور:۱۷)۔

''البتہ متقی لوگ اس روز باغوں اور چشموں میں ہوں گے'' (ذاریات:۱۵)۔

''اور جنت متقین کے قریب لے آئی جائے گی، کچھ بھی دور نہ ہوگی'' (ق:۳۱)۔

''متقی لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے'' (دخان:۵۱)۔

''اور آخرت تیرے رب کے ہاں صرف متقین کے لئے ہے'' (زخرف: ۳۵)۔
''یہ ایک ذکر تھا، (اب سنو کہ) متقی لوگوں کے لئے یقیناً بہترین ٹھکانہ ہے'' (ص: ۴۹)۔
''وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لئے مخصوص کر دیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں، اور انجام کی بھلائی متقین کے لئے ہے'' (قصص: ۸۳)۔
''(اس روز) جنت متقی لوگوں کے قریب لے آئی جائے گی'' (شعراء: ۹۰)۔
''دوسری طرف جب خدا ترس لوگوں (یعنی متقیوں) سے پوچھا جاتا ہے کہ یہ کیا چیز ہے جو تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوتی ہے، تو وہ جواب دیتے ہیں کہ بہترین چیز اتری ہے، اس طرح کے نیکوکار لوگوں کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا گھر تو ضرور ہی ان کے حق میں بہتر ہے، بڑا اچھا گھر ہے متقیوں کا، دائمی قیام کی جنتیں، جن میں وہ داخل ہوں گے، نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، اور سب کچھ وہاں عین ان کی خواہش کے مطابق ہوگا، یہ جزا دیتا ہے اللہ متقیوں کو'' (نحل: ۳۰-۳۱)۔
''دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمان جیسی ہے، اور وہ متقی لوگوں کے لئے مہیا کی گئی ہے'' (آل عمران: ۱۳۳)۔

دوم: اللہ تعالی نے قرآن کریم میں بے شمار جگہوں پر ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو جہنم میں جانے والے ہیں، یہ لوگ کسی ایک فرقے کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے جہنم میں جانے کے مستحق نہیں ہیں، بلکہ یہ لوگ اپنے اعتقادی امور کے سبب اور اللہ کے احکامات پر عمل نہ کرنے کے سبب جہنم میں جانے کے مستحق قرار پائے ہیں، اس سلسلہ میں تفصیل اس وقت سامنے آئے گی جب جہنم میں جانے والے فرقہ کے معیار کا ذکر کیا جائے گا۔

لیکن یہ جاننے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ بذات خود تقوی کیا چیز ہے جو ایک

مسلمان کو جنت کا مستحق بناتی ہے اور جہنم سے محفوظ رکھتی ہے، آئندہ صفحات میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

تقویٰ:

تقوی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا کوئی انسان دعوی کر سکے، بلکہ تقوی ایک قلبی مقام کا نام ہے جس کا علم صرف اللہ تعالی کو ہی ہوتا ہے۔

اللہ تعالی نے ان لوگوں پر نکیر کی ہے جنہوں نے اپنے متقی ہونے کا دعوی کیا تھا، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "تم نے ان لوگوں کو بھی دیکھا جو بہت اپنی پاکیزگی نفس کا دم بھرتے ہیں؟ حالانکہ پاکیزگی تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اور (انہیں جو پاکیزگی نہیں ملتی تو درحقیقت) ان پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا (۱)، دیکھو تو سہی، یہ اللہ پر بھی جھوٹے افترا گھڑنے سے نہیں چوکتے اور ان کے صریحا گناہ گار ہونے کے لئے یہی ایک گناہ کافی ہے" (نساء: ۴۹-۵۰)۔

اللہ تعالی نے مسلمان کو اپنی پاکیزگی نفس کا دم بھرنے سے منع کیا ہے، ساتھ ہی یہ خبر بھی دی کہ صرف عمل سے تقوی کا حصول نہیں ہو جاتا، بلکہ تقوی کا تعلق ایمان اور خلوص نیت سے ہے

۱- کلبی کہتے ہیں کہ یہ آیت چند یہودیوں مثلاً بحری بن عمرو، نعمان بن اوفی اور رجب بن زید کے سلسلہ میں نازل ہوئی تھی، یہ حضرات اپنے بچوں کو لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے محمد، کیا ان بچوں پر کوئی گناہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، انہوں نے کہا ہم لوگ بھی ان بچوں کی طرح ہیں، ہم جو کچھ بھی دن میں کرتے ہیں وہ رات میں معاف ہو جاتا ہے اور ہم جو کچھ بھی رات میں کرتے ہیں وہ دن میں معاف ہو جاتا ہے اس موقع پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی۔ مجاہد اور عکرمہ کہتے ہیں کہ یہودی اپنے بچوں کو لے نماز میں آتے تھے اور یہ دعوی کرتے تھے کہ ان پر کوئی بھی گناہ نہیں ہے اور اس طرح اپنے نفس کی پاکیزگی کا دعوی کرتے تھے۔ حسن، قتادہ، ضحاک، اور مقاتل کا کہنا ہے کہ یہ آیت یہودیوں و عیسائیوں کے تعلق سے نازل ہوئی کیونکہ وہ خود کو اللہ کا بیٹا اور محبوب کہا کرتے تھے، "وہ کہتے ہیں کہ جنت میں صرف یہودی اور عیسائی ہی داخل ہوں گے" (بقرہ: ۱۱۱)، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد باہم ایک دوسرے کو پاکیزہ قرار دینا ہے۔

جس کا علم صرف اللہ تعالی کو ہی ہوتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''اور زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے، تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے، جو بڑے بڑے گناہوں اور کھلے کھلے قبیح افعال سے پرہیز کرتے ہیں، الا یہ کہ کچھ قصور ان سے سرزد ہو جائے، بلاشبہ تیرے رب کا دامنِ مغفرت بہت وسیع ہے، وہ تمہیں اس وقت سے خوب جانتا ہے جب اس نے زمین سے تمہیں پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں ابھی جنین ہی تھے، پس اپنے نفس کی پاکی کے دعوے نہ کرو، وہی بہتر جانتا ہے کہ واقعی متقی کون ہے'' (نجم: ۳۱-۳۲)۔

تقوی کسی نسبت اور تعلق کا نام نہیں ہے، کہ اس نسبت وتعلق کی بنا پر تقوی حاصل کرلیا جاسکے، نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی صاحبزادی اور گھر والوں کو مخاطب کر کے کہا: ''اے رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ، اے رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ، تم لوگ اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے عمل کرو، میں اللہ کے یہاں تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا'' (مسند شافعی ۱/۱۱۴)۔ جب اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل کی: ''اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ'' (شعراء: ۲۱۴)، تو آپ ﷺ نے اپنے رشتہ داروں کے درمیان کھڑے ہوکر فرمایا: ''اے قریش کے لوگو (یا اس طرح کا کوئی دوسرا جملہ کہا)، اپنے آپ کو خرید لو، میں اللہ کے یہاں تمہارے کچھ بھی کام نہ آسکوں گا، اے بنو عبد مناف، میں اللہ کے یہاں تمہارے کچھ بھی کام نہ آسکوں گا، اے عباس بن عبد المطلب، میں اللہ کے یہاں آپ کے کچھ بھی کام نہ آسکوں گا، اے اللہ کے رسول کی پھوپھی صفیہ، میں اللہ کے یہاں آپ کے کچھ بھی کام نہ آسکوں گا، اے محمد کی بیٹی فاطمہ، تم میرے مال میں سے جتنا چاہو مانگو، لیکن میں اللہ کے یہاں تمہارے کچھ بھی کام نہ آسکوں گا'' (صحیح بخاری ۱۰/۱۱۶)۔

نبی کریم ﷺ کی اس تربیت کے اثر کا ایک مشاہدہ آپ حضرت زین العابدین بن

علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؓ کے اندر کر سکتے ہیں، اصمعی بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہا ہے:

يا من يجيب دعاء المضطر في الظلم — يا كاشف الضر والبلوى مع السقم
قد نام وفدك حول البيت وانتبهوا — وأنت يا حي يا قيوم لم تنم
أدعوك ربي حزيناً هائماً قلقاً — فارحم بكائي بحق البيت والحرم
إن كان جودك لايرجوه ذو سفه — فمن يجود على العاصين بالكرم

وہ نوجوان تھوڑی دیر تک روتا رہا، اس کے بعد پھر اس نے چند مزید اشعار پڑھے:

ألاأيها المقصود في كل حاجتي — شكوت إليك الضر فارحم شكايتي
ألا يا رجائي أنت تكشف كربتي — فهب فلي ذنوبي كلها واقض حاجتي
أتيت بأعمال قباح رديئة — وما في الورى عبد جنى كجنايتي
أتحرقني بالنار يا غاية المنى — فأين رجائي ثم أين مخافتي

پھر وہ نوجوان بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا، میں اس نوجوان کے قریب گیا، میں نے دیکھا کہ وہ نوجوان حضرت زین العابدین تھے، میں نے ان کے سر کو اٹھا کر اپنے گود میں رکھ لیا، اور میں رو پڑا، جیسے ہی میرے آنسو کا ایک قطرہ ان کے رخسار پر گرا، انہوں نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور کہا: کون ہے؟ میں نے کہا میں اصمعی ہوں، آپ اس طرح کیوں رو رہے ہیں، آپ تو خاندان نبوت سے تعلق رکھتے ہیں، کیا اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا ہے؟: ''اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت نبی سے گندگی کو دور کردے اور تمہیں پوری طرح پاک کردے'' (احزاب: ۳۳)۔

یہ سن کر انہوں نے کہا اے اصمعی، آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں، اللہ تعالی نے جنت ان لوگوں کے لئے بنائی ہے جو اس کے مطیع فرمانبردار ہوں، اگر چہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اور

جہنم ان لوگوں کے لئے بنائی ہے جو نافرمان ہیں، خواہ وہ آزاد قریشی ہی کیوں نہ ہوں، کیا اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا ہے: ''پھر جونہی کہ صور پھونک دیا گیا، ان کے درمیان پھر کوئی رشتہ نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے، اس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال لیا، وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے، آگ ان کے چہروں کی کھال چاٹ جائے گی اور ان کے جبڑے باہر نکل آئیں گے'' (مومنون: ۱۰۱-۱۰۴، المستطرف فی کل فن مستظرف ۱/ ۱۳۳)۔

تقوی تو درحقیقت ایمان اور عمل کا نام ہے، اس کے واضح قرآنی اصول ہیں، یہ اصول ان صفات سے ظاہر ہیں جو اللہ نے متقیوں کے لئے بیان کئے ہیں، ذیل میں چند آیات پیش کی جاتی ہیں:

''الف، لام، میم، یہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہدایت ہے ان متقی لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں، جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں، اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں، ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں'' (بقرہ: ۱-۵)۔

''جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، انہیں بھی مناسب طور پر کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا جائے، یہ حق ہے متقی لوگوں پر'' (بقرہ: ۲۴۱)۔

''جو بھی اپنے عہد کو پورا کرے گا اور برائی سے بچ کر رہے گا وہ اللہ کا محبوب بنے گا، کیونکہ متقی لوگ اللہ کو پسند ہیں'' (آل عمران: ۷۶)۔

''دوڑ کر چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف لے جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے، اور وہ ان متقی لوگوں کے لئے مہیا کی گئی ہے جو

ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بدحال ہوں یا خوشحال، جو غصہ کو پی جاتے ہیں او ردوسروں کے قصور معاف کردیتے ہیں، ایسے نیک لوگ اللہ کو بہت پسند ہیں، اور جن کا حال یہ ہے کہ اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہوجاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کرکے وہ اپنے اوپر ظلم کربیٹھتے ہیں تو معاً اللہ انہیں یاد آجاتا ہے اوراس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں، کیونکہ اللہ کے سوااورکون ہے جو گناہ معاف کرسکتا ہو، اور وہ کبھی دانستہ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے، ایسےلوگوں کی جزاان کے رب کے پاس یہ ہے کہ وہ ان کومعاف کردے گا اور ایسے باغوں میں انہیں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، کیسا اچھابدلہ ہے نیک اعمال کرنے والوں کے لئے‘‘ (آل عمران: ۱۳۳-۱۳۶)۔

’’جولوگ اللہ اورروزآخر پر ایمان رکھتے ہیں وہ تو کبھی تم سے یہ درخواست نہ کریں گے کہ انہیں اپنی جان ومال کے ساتھ جہاد کرنے سے معاف رکھاجائے، اللہ متقیوں کوخوب جانتا ہے‘‘ (توبہ: ۴۴)۔

’’وہ آخرت کا گھر تو ہم ان لوگوں کے لئے مخصوص کردیں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں، اور انجام کی بھلائی متقین ہی کے لئے ہے‘‘ (قصص: ۸۳)۔

’’البتہ متقی لوگ اس روز باغوں اور چشموں میں ہوں گے، جو کچھ ان کا رب انہیں دے گا اسے خوشی خوشی لے رہے ہوں گے، وہ اس دن کے آنے سے پہلے نیکوکار تھے، راتوں کو کم ہی سوتے تھے، پھر وہی رات کے پچھلے پہروں میں معافی مانگتے تھے، اوران کے مالوں میں حق تھا سائل اورمحروم کے لئے‘‘ (ذاریات: ۱۵-۱۹)۔

یہ متقین کی بعض صفات ہیں جو قرآن کریم میں مذکور ہیں قرآن کریم کے مطابق ایمان عبادت، سلوک ورویہ اور اخلاق سے ہٹ کر کوئی چیز نہیں ہے، اگر آپ نے ان صفات پر عمل کیا تو یقیناً آپ کا شمار متقیوں میں ہوگا اور آپ نجات پانے والے فرقہ کا ایک حصہ ہوں گے۔

ایمان:

''جو غیب پر ایمان لاتے ہیں''۔

''جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن) اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں ان سب پر ایمان لاتے ہیں''۔

''اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں''۔

عبادت:

''نماز قائم کرتے ہیں''۔

''راتوں کو کم ہی سوتے ہیں''۔

''پھر وہی رات کے پچھلے پہروں میں معافی مانگتے تھے''۔

''جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں''۔

''اور ان کے مالوں میں حق تھا سائل اور محروم کے لئے''۔

''جو ہر حال میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں خواہ بد حال ہوں یا خوش حال''۔

''اگر کبھی کوئی فحش کام ان سے سرزد ہو جاتا ہے یا کسی گناہ کا ارتکاب کر کے وہ اپنے اوپر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو معاً اللہ انہیں یاد آ جاتا ہے اور اس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں''۔

''اور وہ کبھی دانستہ اپنے کئے پر اصرار نہیں کرتے''۔

سلوک و رویہ:

''جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد کرنا چاہتے ہیں''۔

''کبھی تم سے یہ درخواست نہ کریں گے کہ انہیں اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کرنے سے معاف رکھا جائے''۔

اخلاق:

''جو غصہ کو پی جاتے ہیں''۔

''اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں''۔

احکام کا نفاذ:

''جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، انہیں بھی مناسب طور پر کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا جائے، یہ حق ہے متقی لوگوں پر''۔

''جو بھی اپنے عہد کو پورا کرے گا اور برائی سے بچ کر رہے گا وہ اللہ کا محبوب بنے گا، کیونکہ متقی لوگ اللہ کو پسند ہیں''۔

اے میرے دینی بھائی! کیا آپ نجات پانے والے فرقہ کے تعلق سے مزید مثالوں کے خواہاں ہیں؟

یقیناً آپ کا جواب ''ہاں'' ہوگا۔

اگر آپ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو آپ کے سامنے سے بہت سی ایسی آیات گذرتی ہوں گی جن میں اللہ نے مومنین کو اس طرح مخاطب کیا ہے: ''اے ایمان والو''، ایسی آیات اللہ تعالی کے اوامر ونواہی پر مشتمل ہیں، جو اوامر ونواہی ایمان وعقیدہ، عبادت، سلوک ورویہ، اخلاق اور احکام سے متعلق ہیں، آپ اللہ کے ان احکامات پر عمل کرنے کے سلسلہ میں اپنی پوری کوشش صرف کر دیجئے، انشاء اللہ نجات پانے والے گروہ میں آپ کا بھی شمار ہو جائے گا، اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو اس گروہ میں شامل کر دے۔

اگر آپ قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتے ہیں تو آپ اس کی تلاوت کرنے کی کوشش کیجئے تا کہ قرآن متقیوں کے راستہ کی طرف آپ کی رہنمائی کرے قرآن کریم عربی زبان میں

نازل ہوا ہے، اس کی تلاوت کرنا عبادت ہے، ہر حرف کی تلاوت کے عوض ایک نیکی ملتی ہے اور ایک نیکی دس نیکی کے برابر ہوتی ہے (۱)۔

تقوی کے نتائج:

اللہ تعالی نے متقیوں کو بڑی بشارتیں دی ہیں اور ان کے لئے بڑے وعدے کئے ہیں، ہمیں ان میں غور وفکر کرنا چاہئے، اور ان کے ذریعہ ان مشکلات کا علاج کرنا چاہئے جو انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہمیں لاحق ہیں، بعض آیات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

''اگر یہ اہل کتاب ایمان لے آتے اور تقوی اختیار کرتے تو ہم ان کی برائیاں ان سے دور کردیتے اور ان کو نعمت بھری جنتوں میں پہنچاتے، کاش انہوں نے تورات اور انجیل اور ان دوسری کتابوں کو قائم کیا ہوتا جو ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی تھیں، ایسا کرتے تو ان کے لئے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا، اگر چہ ان میں کچھ لوگ راست رو بھی ہیں، لیکن ان کی اکثریت سخت بدعمل ہے'' (مائدہ: ۶۵-۶۶)۔

''(اے نبی ﷺ) کہو کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو، اپنے رب سے ڈرو، جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک رویہ اختیار کیا ہے ان کے لئے بھلائی ہے اور خدا کی زمین وسیع ہے، صبر کرنے والوں کو تو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا'' (زمر: ۱۰)۔

''ماہ حرام کا بدلہ ماہ حرام ہی ہے اور تمام حرمتوں کا لحاظ برابری کے ساتھ ہوگا، لہذا جو تم پر دست درازی کرے، تم بھی اسی طرح اس پر دست درازی کرو، البتہ اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ جان رکھو کہ اللہ انہی لوگوں کے ساتھ ہے جو تقوی اختیار کرتے ہیں'' (بقرہ: ۱۹۴)۔

۱- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن کے ایک حرف کی تلاوت کی اسے اس کے عوض ایک نیکی ملیگی، اور ایک نیکی دس نیکی کے برابر ہوتی ہے میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ ''الم'' ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (سنن ترمذی ۱۱، ۱۰۰)۔

''بجز ان مشرکین کے جن سے تم نے معاہدے کئے پھر انہوں نے اپنے عہد کو پورا کرنے میں تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی، تو ایسے لوگوں کے ساتھ تم بھی مدت معاہدہ تک وفا کرو کیونکہ اللہ متقیوں ہی کو پسند کرتا ہے'' (توبہ: ۴)۔

''ان مشرکین کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک کوئی عہد آخر کیسے ہو سکتا ہے، بجز ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجد حرام کے پاس معاہدہ کیا تھا، تو جب تک وہ تمہارے ساتھ سیدھے رہیں تم بھی ان کے ساتھ سیدھے رہو، کیونکہ اللہ متقیوں کو پسند کرتا ہے'' (توبہ: ۷)۔

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم تقوی اختیار کرو گے تو اللہ تمہارے لئے کسوٹی بہم پہنچادے گا اور تمہاری برائیوں کو تم سے دور کرے گا اور تمہارے قصور معاف کرے گا، اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے'' (انفال: ۲۹)۔

''وہ چونک کر بولے، ہائیں! کیا تم یوسف ہو؟ اس نے کہا ہاں، میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے، اللہ نے ہم پر احسان فرمایا، حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی تقوی اور صبر سے کام لے تو اللہ کے ہاں ایسے نیک لوگوں کا اجر مارا نہیں جائے گا'' (یوسف: ۹۰)۔

''جو کوئی اللہ کا تقوی اختیار کرے گا اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو'' (طلاق: ۲-۳)۔

''جو اللہ کا تقوی اختیار کرے گا اس کے معاملہ میں وہ سہولت پیدا کردیتا ہے'' (طلاق: ۴)۔

''جو اللہ کا تقوی اختیار کرے گا اللہ اس کی برائیوں کو اس سے دور کردے گا اور اس کو بڑا اجر دے گا'' (طلاق: ۵)۔

گذشتہ آیات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ تقوی پر عمل کے کچھ نتائج تو دنیوی زندگی سے متعلق ہیں اور کچھ نتائج اخروی زندگی سے متعلق ہیں۔

دنیوی زندگی سے متعلق نتائج:

۱- متقی لوگوں کو اللہ کی معیت نصیب ہوتی ہے، بایں طور کہ اللہ تعالی ان کی مدد کرتا ہے اور حفاظت کرتا ہے۔

''اور یہ جان رکھو کہ اللہ انہی لوگوں کے ساتھ ہے جو تقوی اختیار کرتے ہیں''(۱)۔

۲- متقی لوگوں کو اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے، ''اللہ متقیوں کو پسند کرتا ہے''(۲)۔

۳- اللہ تعالی متقی لوگوں کے رزق میں کشادگی عطا کرتا ہے اور خوب بارش کر کے فصل میں برکت عطا فرماتا ہے، ''ایسا کرتے تو ان کے لئے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا''(۳)۔

۱- یعنی اللہ تعالی ان لوگوں کی مدد کرتا ہے اور ان کی حفاظت کرتا ہے (تفسیر رازی ۳/ ۱۵۰)، اللہ تعالی ان کی حفاظت کرتا ہے دیکھ دیکھ کرتا ہے اور ان کے تمام امور کو صحیح رکھتا ہے (تفسیر بیضاوی ۱/ ۲۲۸)۔

۲- ایک حدیث قدسی میں نبی کریم ﷺ نے بندہ سے اللہ کی محبت کا ذکر کیا ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو بھی میرے ولی سے دشمنی کرتا ہے میں اس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہوں، بندہ کو مجھ سے سب سے زیادہ قریب کرنے والی چیز فرائض ہیں، بندہ نوافل کے ذریعہ مسلسل میرا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی نگاہیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کا پیر بن جاتا ہوں جس کے ذریعہ وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے عطا کر دیتا ہوں، اگر وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو میں اس کی مغفرت کر دیتا ہوں (صحیح بخاری ۵/ ۲۳۸۴)۔

۳- حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر اہل کتاب تقوی کی روش اختیار کرتے تو ان پر بارش ہوتی اور زمین ان کے لئے فصل اگاتی، امام فراء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد رزق میں وسعت ہے مثلا کہا جاتا ہے: فلان في الخير من قرنه إلى قدمه، اسی طرح اللہ کا ارشاد ہے: 'ولو أن أهل القرى آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركات من السماء والأرض' (اعراف: ۹۶) (تفسیر بغوی ۳/ ۷۸)۔

۴- اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو ایسے راستہ سے رزق عطا کرتا ہے جدھر ان کا گمان بھی نہیں جاتا، ''اور اسے ایسے راستے سے رزق دے گا جدھر اس کا گمان بھی نہ جاتا ہو''۔

۵- اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو دنیا میں ایک اچھی، صحت مند اور امن وسکون والی زندگی عطا کرتا ہے، ''جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک رویہ اختیار کیا ہے ان کے لئے بھلائی ہے''(۱)۔

۶- اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو تنگی کے بعد کشادگی عطا فرماتا ہے: ''اللہ اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا''۔

۷- اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو سخت حالات کے بعد سہولت سے نوازتا ہے، ''اس کے معاملہ میں وہ سہولت پیدا کر دیتا ہے''۔

اخروی زندگی سے متعلق نتائج:

۸- اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کی برائیوں کو ان سے دور کر دیتا ہے، ''تو ہم ان کی برائیاں ان سے دور کر دیتے''، ''اللہ اس کی برائیوں کو اس سے دور کر دے گا''۔

۹- اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے اجر وثواب کو محفوظ رکھتا ہے، اسے ضائع نہیں کرتا، ''حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی تقوی اور صبر سے کام لے تو اللہ کے یہاں ایسے نیک لوگوں کا اجر مارا نہیں جاتا''۔

۱۰- اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے اجر میں اضافہ کر دیتا ہے، ''اور اس کو بڑا اجر دے گا''۔

۱۱- اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو جنت میں داخل کرتا ہے، ''اور ان کو نعمت بھری جنتوں میں پہنچائے گا''۔

اے اللہ ہمارا شمار بھی متقی لوگوں میں فرما لے، حشر میں ہمیں متقی لوگوں کے ساتھ اٹھا اور ہمیں متقیوں کے امام جناب محمد ﷺ کی قربت عنایت فرما۔

۱- سدی کہتے ہیں کہ ''اس دنیا میں بھلائی'' کا مطلب صحت وعافیت ہے (تفسیر بغوی ۷/ ۱۱۱)، میں کہتا ہوں کہ اس آیت کو نبی کریم ﷺ کی اس حدیث کی روشنی میں سمجھنا چاہئے: ''تین چیزیں ایسی ہیں جن کی کوئی انتہا نہیں ہے: امن، صحت، اور فارغ البالی'' (تفسیر رازی ۱۳/ ۲۳۶)۔

جہنم میں داخل ہونے والے فرقوں کا حقیقی معیار:

نجات پانے والے فرقہ کے حقیقی معیار تک پہنچنے میں جس طرح قرآن کریم سے میں نے رہنمائی حاصل کی، اسی طرح میں نے یہ کوشش کی کہ جہنم میں داخل ہونے والے فرقوں کے حقیقی معیار تک پہنچنے میں بھی قرآن کریم میری رہنمائی فرمائے، لہذا میں نے اس میں غور وفکر کیا، اور اس غور وفکر کے نتیجہ میں جہنم میں داخل ہونے والے فرقوں کے حقیقی معیار کو جاننے میں کامیاب ہوگیا، میں نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ جہنم میں کون لوگ جائیں گے، تو مجھے معلوم ہوا کہ جہنم میں جانے والے لوگ وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کرتے ہیں، جو اللہ کے رسول اور اس کے احکام کی تکذیب کرتے ہیں اور جو اللہ کے نبی کا راستہ اختیار نہیں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کرنے اور اپنے رسول اور احکام کی تکذیب کرنے کو ''عقیدہ میں اسراف'' قرار دیا ہے۔

''ہم نے کہا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ، پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے، تو جو لوگ میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے، ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا، اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے، وہ آگ میں جانے والے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے''(۱)۔

''رہے وہ لوگ جنہوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا تو اللہ کے مقابلہ میں ان کو نہ ان کا مال کچھ کام دے گا نہ اولاد، وہ تو آگ میں جانے والے لوگ ہیں اور آگ ہی میں ہمیشہ

۱- البقرہ/۳۸-۳۹، ایسے لوگوں کو ان کی خواہشات، شیاطین، ظالمین اور سرکشوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو لوگ ایمان لاتے ہیں، ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں، ان کے حامی و مددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں، یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے'' (بقرہ۲۵۷)۔

رہیں گے'' (آل عمران:۱۱۶)۔

''اے بنی آدم، یاد رکھو، اگر تمہارے پاس خود تم ہی میں سے ایسے رسول آئیں جو تمہیں میری آیات سنا رہے ہوں، تو جو کوئی نافرمانی سے بچے گا اور اپنے رویہ کی اصلاح کر لے گا اس کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے، اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے اور ان کے مقابلہ میں سرکشی برتیں گے وہی اصل دوزخی ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے'' (اعراف:۳۵-۳۶)۔

''اس طرح تیرے رب کا یہ فیصلہ بھی ان سب لوگوں پر چسپاں ہو چکا ہے جو کفر کے مرتکب ہوئے ہیں کہ وہ واصل بجہنم ہونے والے ہیں'' (مومن:۶)۔

''تم مجھے اس بات کی دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ سے کفر کروں اور اس کے ساتھ ان ہستیوں کو شریک ٹھہراؤں جنہیں میں نہیں جانتا، حالانکہ میں تمہیں اس زبردست مغفرت کرنے والے خدا کی طرف بلا رہا ہوں، نہیں، حق یہ ہے کہ اور اس کے خلاف نہیں ہو سکتا کہ جن کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو ان کے لئے نہ دنیا میں کوئی دعوت ہے، نہ آخرت میں، اور ہم سب کو پلٹنا اللہ ہی کی طرف ہے، اور حد سے گزرنے والے آگ میں جانے والے ہیں'' (مومن:۴۲-۴۳)۔

''اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے اور ہماری آیات کو جھٹلایا ہے اور دوزخ کے باشندے ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے'' (تغابن:۱۰)۔

☆ جہنم میں جانے والے وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کے ساتھ شرک کا رویہ اختیار کرتے ہیں، اس کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں اور دوسروں کو اس کا ہمسر قرار دیتے ہیں، حالانکہ اس نے ان کو پیدا کیا ہے۔

''انسان پر جب کوئی آفت آتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے، پھر جب اس کا رب اسے اپنی نعمت سے نوازتا ہے تو وہ اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس پر وہ پہلے پکار رہا تھا اور دوسروں کو اللہ کا ہمسر ٹھہراتا ہے تاکہ اس کی راہ سے گمراہ کرے، (اے

نبی ﷺ) اس سے کہو کہ تھوڑے دن اپنے کفر سے لطف اٹھالے، یقیناً تو دوزخ میں جانے والا ہے'' (مومن: ۸)۔

''اور انہوں نے اللہ کے کچھ ہمسر تجویز کر لئے تا کہ وہ انہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں، ان سے کہو، اچھا مزے کرلو، آخر کار تمہیں پلٹ کر جانا دوزخ ہی میں ہے'' (ابراہیم: ۳۰)۔

''یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے، حالانکہ مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل، اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں'' (مائدہ: ۷۲)۔

☆ اسی طرح جہنم میں وہ لوگ بھی جائیں گے جو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے پر ایمان نہیں رکھتے۔

''اب اگر تمہیں تعجب کرنا ہے تو تعجب کے قابل لوگوں کا یہ قول ہے کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کئے جائیں گے؟ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے ہیں، یہ جہنمی ہیں اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے'' (رعد: ۵)۔

''حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی ہی پر راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں، ان کا آخری ٹھکانا جہنم ہوگا ان برائیوں کی پاداش میں جن کا اکتساب وہ (اپنے اس غلط عقیدہ اور طرز عمل کی وجہ سے) کرتے رہے'' (یونس: ۷-۸)۔

''جو لوگ بس اس دنیا کی زندگی اور اس کی خوشنمائیوں کے طالب ہوتے ہیں ان کی کارگزاری کا سارا پھل ہم یہیں ان کو دے دیتے ہیں اور ان میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی

جاتی، مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لئے آگ کے سوا کچھ نہیں ہے، (وہاں معلوم ہوجائے گا کہ) جو کچھ انہوں نے دنیا میں بنایا وہ سب ملیا میٹ ہوگیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محض باطل ہے'' (ہود:۱۵-۱۶)۔

☆ جہنم میں جانے کے مستحق وہ لوگ بھی ہیں جو قرآن کا انکار کرتے ہیں، اس میں شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں اور اس کی تکذیب کرتے ہیں۔

''اور اگر تمہیں اس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے، یہ ہماری ہے یا نہیں، تو اس کے مانند ایک ہی سورت بنالاؤ، اپنے سارے ہمنواؤں کو بلالو، ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو، مدد لے لو، اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ، لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا، اور یقیناً کبھی نہیں کر سکتے، تو ڈرو اس آگ سے، جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر، جو مہیا کی گئی ہے منکرین حق کے لئے'' (بقرہ:۲۳-۲۴)۔

☆ جہنم میں جانے والے وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے ہیں اور ان احکامات پر عمل کرنے سے خود کو مبرا سمجھتے ہیں۔

''اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے اور ان کے مقابلہ میں سرکشی برتیں گے وہی اہل دوزخ ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے'' (اعراف:۳۶)۔

☆ جہنم میں جانے والے وہ لوگ بھی ہیں جو نفاق کا رویہ اختیار کرتے ہیں، جو بظاہر ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن درحقیقت انہوں نے اپنے دلوں میں کفر چھپا رکھا ہوتا ہے۔

''یقین جانو کہ منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جائیں گے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہ پاؤ گے، البتہ جو ان میں سے تائب ہوجائیں اور اپنے طرز عمل کی اصلاح کر لیں اور اللہ کا دامن تھام لیں اور اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کردیں، ایسے لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں اور اللہ مومنوں کو ضرور اجر عظیم عطا فرمائے گا'' (نساء:۱۴۵-۱۴۶)۔

''کیا تم نے دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے دوست بنالیا ہے ایک ایسے گروہ کو جو اللہ کا مغضوب ہے؟ وہ نہ تمہارے ہیں نہ ان کے، اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں، اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے، بڑے ہی برے کرتوت ہیں جو وہ کر رہے ہیں، انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے جس کی آڑ میں وہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں، اس پر ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے، اللہ سے بچانے کے لئے نہ ان کے مال کچھ کام آئیں گے نہ ان کی اولاد، وہ دوزخ کے یار ہیں، اسی میں وہ ہمیشہ رہیں گے'' (مجادلہ: ۱۴-۱۷)۔

☆ جہنم میں وہ لوگ بھی جائیں گے جو اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس سے پھر جاتے ہیں۔

''تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا، اس کے اعمال دنیا و آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے، ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے'' (بقرہ: ۲۱۷)۔

☆ جہنم میں جانے کے مستحق وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کے راستہ سے لوگوں کو روکتے ہیں، اور اللہ کے احکامات سے انحراف کرتے ہیں، درحقیقت ایسے لوگ ظالم ہیں۔

''پھر یہ جنت کے لوگ دوزخ والوں سے پکار کر کہیں گے کہ ہم نے ان سارے وعدوں کو ٹھیک پایا جو تمہارے رب نے تم سے کئے تھے، کیا تم نے بھی ان وعدوں کو ٹھیک پایا جو ہمارے رب نے ہم سے کئے تھے؟ وہ جواب دیں گے، ''ہاں''، تب ایک پکارنے والا ان کے درمیان پکارے گا کہ خدا کی لعنت ان ظالموں پر جو اللہ کے راستہ سے لوگوں کو روکتے اور اسے ٹیڑھا کرنا چاہتے تھے اور آخرت کے منکر تھے'' (اعراف: ۴۴-۴۵)۔

☆ جن لوگوں کے برے اعمال ان کے نیک اعمال پر غالب آ چکے ہیں وہ بھی جہنم میں جائیں گے۔

''وہ کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں ہرگز چھونے والی نہیں الا یہ کہ چند روز کی سزا مل

جائے تو مل جائے، ان سے پوچھو کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے جس کی خلاف ورزی وہ نہیں کرسکتا؟ یا بات یہ ہے کہ تم اللہ کے ذمہ ڈال کر ایسی باتیں کہہ دیتے ہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ اس نے ان کا ذمہ لیا ہے؟ آخر تمہیں دوزخ کی آگ کیوں نہ چھوئے گی؟ جو بھی بدی کمائے گا اور اپنی خطا کاری کے چکر میں پڑا رہے گا وہ دوزخی ہے اور دوزخ میں وہ ہمیشہ رہے گا'' (بقرہ: ۸۰-۸۱)۔

''اور جن لوگوں نے برائیاں کمائیں ان کی برائی جیسی ہے ویسا ہی وہ بدلہ پائیں گے، ذلت ان پر مسلط ہوگی، کوئی اللہ سے ان کو بچانے والا نہ ہوگا، ان کے چہروں پر ایسی تاریکی چھائی ہوگی جیسے رات کے سیاہ پردے ان پر پڑے ہوئے ہوں، وہ دوزخ کے مستحق ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے'' (یونس: ۲۷)۔

''اس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے، اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال لیا، وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے، آگ ان کے چہروں کی کھال چاٹ جائے گی اور ان کے جبڑے باہر نکل آئیں گے'' (مومنون: ۱۰۲-۱۰۴)۔

''جو شخص بھلائی لے کر آئے گا اسے اس سے زیادہ بہتر صلہ ملے گا اور ایسے لوگ اس دن کے ہول سے محفوظ ہوں گے، اور جو برائی لئے ہوئے آئے گا، ایسے سب لوگ اوندھے منہ آگ میں پھینکے جائیں گے، کیا تم لوگ اس کے سوا کوئی اور جزا پا سکتے ہو کہ جیسا کرو ویسا بھرو'' (نمل: ۸۹-۹۰)۔

☆ وہ لوگ بھی جہنم رسید ہوں گے جو سود کھاتے ہیں۔

''مگر جو لوگ سود کھاتے ہیں، ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو، اور اس حالت میں ان کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تجارت بھی تو

آخر سود ہی جیسی چیز ہے، حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام، لہٰذا جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے یہ نصیحت پہنچے اور آئندہ کے لئے وہ سود خواری سے باز آجائے، تو جو کچھ وہ پہلے کھا چکا، سو کھا چکا، اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے، اور جو اس حکم کے بعد پھر اسی حرکت کا اعادہ کرے، وہ جہنمی ہے، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا'' (بقرہ:۲۷۵)۔

☆ ناحق قتل کا ارتکاب کرنے والے بھی جہنم میں جائیں گے۔

''اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہ اٹھاؤں گا، میں اللہ رب العزت سے ڈرتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تو ہی سمیٹ لے اور دوزخی بن کر رہے، ظالموں کے ظلم کا یہی ٹھیک بدلہ ہے'' (مائدہ:۲۸-۲۹)۔

☆ وہ فاسقین جو واجبات پر عمل نہیں کرتے اور محرمات کا ارتکاب کرتے ہیں، جہنم میں جانے کے حقدار ہیں۔

''جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کئے ہیں ان کے لئے تو جنتوں کی قیام گاہیں ہیں، ضیافت کے طور پر ان کے اعمال کے بدلہ میں، اور جنہوں نے فسق اختیار کیا ہے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، جب کبھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں دھکیل دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ چکھو اب اسی آگ کے عذاب کا مزا جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے'' (سجدہ:۱۹-۲۰)۔

ضمیمہ نمبر (۱)

امت مسلمہ کے افتراق واختلاف سے متعلق احادیث (۱):

اول: کتاب المستدرک علی الصحیحین للحاکم النیسابوری

۱-حضرت ابوسلمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے تھے، عیسائی بھی اتنے ہی فرقوں میں تقسیم ہوگئے تھے، اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی (۱/ ۴۷)۔

یہ حدیث حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عوف بن مالکؓ نے بھی نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

۲-حضرت ابوسلمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے تھے، عیسائی بھی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے تھے، اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی (۱/ ۲۱۷)، یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق "حدیث صحیح" ہے۔

۳-ابو عامر عبد اللہ بن لحی کہتے ہیں میں نے حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ کے ساتھ فریضہ حج ادا کیا، (حج کے دوران) انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اہل کتاب بہتر فرقوں میں

۱- ان احادیث کے اتخراج میں الکٹرانک انسائیکلوپیڈیا سے استفادہ کیا گیا ہے اسی طرح مؤسسۃ صخر کے پیش کردہ موسوعۃ الحدیث الشریف سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

تقسیم ہوگئے تھے اور یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی، تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے، یہ وہ فرقہ ہے جو جماعت سے وابستہ ہے...." (۱/۴۲۸)۔

۴-حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کے ساتھ بھی ہُو بہو وہی چیزیں پیش آئیں گی جو بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آئیں، اگر بنی اسرائیل کے کسی شخص نے اپنی ماں سے علانیہ نکاح کیا ہوگا تو میری امت میں بھی ایسا واقعہ پیش آئے گا، بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے تھے، میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، سوائے ایک فرقہ کے تمام فرقے جہنم میں جائیں گے، آپ ﷺ سے پوچھا گیا، وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ فرقہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے اسوہ پر عمل پیرا ہوگا (۱/۴۳۰)۔

دوم: سنن ابی داؤد:

۵-حضرت ابو سلمہؓ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے، عیسائی بھی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے، اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی (۲/۶۰۸)۔

سوم: سنن ابن ماجہ:

۶-حضرت ابو سلمہؓ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے تھے اور میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی (۲/۱۳۲۱)۔

۷-حضرت عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے، ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور ستر فرقے جہنم میں جانے والے ہیں، عیسائی بہتر فرقوں

میں تقسیم ہوگئے، اکہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے میری امت ضرور تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گا، ایک فرقہ جنت میں جائے گا اور بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے، کہا گیا اے اللہ کے رسول جنت میں جانے والا کون فرقہ ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "الجماعۃ" (۲/۱۳۲۲)۔

۸-حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے تھے اور میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی، تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے، وہ فرقہ "الجماعۃ" ہے (۲/۱۳۲۲)۔

چہارم: سنن البیہقی الکبری:

۹-حضرت محمد بن عمرؓ حضرت ابوسلمہؓ سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے، عیسائی بھی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی (۱۰/۲۰۸)۔

پنجم: سنن الترمذی:

۱۰-حضرت محمد بن عمرؓ حضرت ابوسلمہؓ سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے، عیسائی بھی اتنے ہی فرقوں میں تقسیم ہوگئے، اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی (۵/۲۵)۔

ششم: صحیح ابن حبان:

۱۱-حضرت محمد بن عمرؓ حضرت ابوسلمہؓ سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہودی اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوگئے، عیسائی بھی بہتر

فرقوں میں تقسیم ہو گئے، اسی طرح میری امت بھی تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی (۱۴/۱۴۰)۔

۱۲-محمد بن عمروؒ حضرت ابو سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہودی اکہتر (یا بہتر) فرقوں میں تقسیم ہو گئے، عیسائی بھی اتنے ہی فرقوں میں تقسیم ہو گئے، اور یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی (۱۵/۱۲۵)۔

ہفتم: مسند عبد بن حمید:

۱۳-عبد اللہ بن عبیدہ حضرت سعد کی بیٹی سے روایت کرتے ہیں، وہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے، اور زمانہ کے گزرنے کے ساتھ میری امت بھی اتنے ہی فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقے کے، اور وہ ''الجماعۃ'' ہے (۱/۷۹)۔

ہشتم: مصنف عبد الرزاق:

۱۴-حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن سلامؓ سے پوچھا کہ بنی اسرائیل کتنے فرقوں میں تقسیم ہو گئی تھی، انہوں نے جواب دیا اکہتر یا بہتر فرقوں میں، آپ ﷺ نے فرمایا میری امت بھی اتنے ہی یا اس سے ایک زیادہ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، سوائے ایک فرقہ کے تمام فرقے جہنم میں جائیں گے (۱۰/۱۵۶)۔

نہم: مسند امام احمد:

۱۵-حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی (۱۸/۱۵۱)۔

۱۶-حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں

تقسیم ہو گئے، اور تم لوگ بھی اتنے ہی فرقوں میں تقسیم ہوجاؤ گے، تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے (۲۶/۷۰)۔

۱۷- حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے، ستر فرقے ہلاک ہو گئے اور ایک فرقہ کو نجات ملی، میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی، اکہتر فرقے ہلاک ہوجائیں گے اور ایک فرقہ نجات پائے گا، صحابہ کرام نے کہا، اے اللہ کے رسول وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''الجماعۃ الجماعۃ'' (۲۶/۳۴۸)۔

۱۸- حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دونوں اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے، یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی، سارے فرقے جہنم میں جائیں گے، سوائے ایک فرقہ کے، وہ فرقہ ''الجماعۃ'' ہے....''۔

دہم: کتاب الابانۃ الکبری لابن بطہ:

۱۹- حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے ساتھ بھی ہو بہو وہی چیزیں پیش آئیں گی جو بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آئیں، بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے، میری امت ان سے ایک فرقہ زائد یعنی تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی۔

۲۰- عبداللہ بن عبیدہ حضرت سعدؓ کی بیٹی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل ستر سے کچھ زیادہ فرقوں میں تقسیم ہو گئے، میری امت بھی اتنے ہی فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی، سارے فرقے جہنم میں جائیں گے، سوائے ایک فرقہ کے، وہ فرقہ ''الجماعۃ'' ہے (۱/۲۷۹)۔

۲۱- حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت تہتر فرقوں میں

تقسیم ہوجائے گی، سارے فرقے جہنم میں جائیں گے، سوائے ایک فرقہ کے، وہ فرقہ وہ ہے جو میرے بعد میرے صحابہ کے طریقہ کو اختیار کرے گا(۱/ ۲۸۰)۔

۲۲-حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے ساتھ بھی ہُو بہو وہی چیزیں پیش آئیں گی جو بنی اسرائیل کے ساتھ پیش آئیں، بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے، اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوجائے گی، سوائے ایک فرقہ کے تمام فرقے جہنم میں جائیں گے، آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ فرقہ کون سا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ فرقہ وہ ہے جو میرے صحابہ کے طریقہ پر ہوگا(۱/۲۸۱)۔

۲۳-حضرت راذانؓ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ یہ امت ستر سے کچھ زائد فرقوں میں تقسیم نہ ہوجائے، تمام فرقے جہنم میں جائیں گے، صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا(۱/۲۹۱)۔

خاتمہ

اے میرے دینی بھائیوں اور بہنوں! آپ یقین کیجئے کہ آپ کا شمار نجات پانے والے گروہ میں اسی وقت ہوسکتا ہے جب آپ قرآن کے بتائے ہوئے تقوی کو اختیار کریں گے، یہی تقوی ہماری زندگیوں میں تبدیلی لاسکتا ہے، دنیا وآخرت میں ہمیں ایک بہتر اور اچھی زندگی سے ہمکنار کرسکتا ہے، ہمارے درمیان اتحاد قائم کرسکتا ہے اور اسلام ومسلمانوں کو مضبوط کرسکتا ہے، جس کی ہدایت اللہ تعالی نے مسلمانوں کو کی ہے: ''مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا'' (حجرات: ۱۰)، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''ایک دوسرے سے محبت کرنے، ایک دوسرے کے تعلق سے جذبۂ رحم اور جذبۂ ہمدردی رکھنے کے مسئلہ میں مومنین کی مثال ایک جسم کے مانند ہے، کہ جب جسم کے کسی ایک حصہ میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم اس کی وجہ سے رات بھر جاگتا ہے اور بخار میں مبتلا رہتا ہے'' (صحیح مسلم ۱۶/۱۷۴)۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا دینی بھائی

عبداللطیف محمود ابراہیم آل محمود

الحد، مملکت بحرین

اس کتاب کے پہلے مسودہ کی تکمیل ۲۳محرم الحرام ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۳۱جنوری ۲۰۰۸ء بروزجمعرات سعودیہ عربیہ کے شہرجدہ میں ہوئی تھی۔

الحمدللہ دوسرے مسودہ کی تکمیل ۱۳؍صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰؍فروری ۲۰۰۸ء بروز بدھ ملیشیا کے شہرکوالالمپور میں ہوئی۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ میری اس کتاب کوشرف قبولیت بخشے اور اس پر مجھے اجر وثواب سے نوازے، اس کتاب کا اجر نبی کریم ﷺ کی روح کو عطافرمائے، جن کے ذریعہ سے اللہ تعالی نے ہمیں تاریکیوں سے نکال کرروشنی کی راہ دکھائی اور ہمیں ایک واضح راستہ دکھایا، اے اللہ اس کتاب کا ثواب میرے والد، والدہ، بیوی، بیٹے اور بیٹیوں کوبھی عطافرما، اسی طرح میرے عزیز واقارب، میرے اساتذہ، احباء اور میرے لئے دعا کرنے والوں کوبھی اس کتاب کا اجر وثواب عنایت کر، اور ان تمام کواس کا اجر وثواب عطا کرجنہوں نے اس کتاب کی طباعت ونشر میں مختلف نوعیت کی کوششیں کیں۔

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم۔

مراجع:

- قرآن کریم
- الإبانة الکبری از ابوعبد الله عبید الله بن محمد بن محمد بن حمدان بن بطة العکبری
- تفسیر البیضاوی، أنوار التنزیل وأسرار التأویل از ناصر الدین ابو الخیر عبد الله بن عمر بن محمد
- تفسیر التحریر والتنویر از طاهر بن عاشور
- تفسیر معالم التنزیل از الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی
- تفسیر مفاتیح الغیب از ابو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی
- تفسیر النکت والعیون از ابو الحسن علی بن محمد بن محمد بن حبیب البصری والبغدادی الماوردی
- سنن ابن ماجه از ابو عبد الله محمد بن یزید القزوینی
- سنن ابوداؤد از داؤد سلیمان بن الاشقف الأزدی
- سنن الترمذی از ابو عیسی محمد بن عیسی بن سوره بن موسی بن الضحاک الترمذی
- السنن الکبری للبیهقی از ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیهقی
- صحیح ابن حبان از ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد التمیمی الدارمی البستی

- صحیح البخاری از ابو عبد الله محمد بن اسماعیل بن ابراهیم بن المغیره البخاری
- صحیح مسلم از مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری
- المستدرک علی الصحیحین از ابوعبد الله محمد بن عبد الله الحاکم النیسابوری
- المستطرف فی کل فن مستظرف از شهاب الدین محمد بن احمد ابو الفتح الابشیهی، تحقیق: ڈاکٹر مفید ابو محمد، دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۶ء، دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان۔
- مسند احمد بن حنبل از ابو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن اسد الشیبانی
- مسند الشافعی از محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع القریشی المطلبی المکی
- مسند عبد بن حمید
- مصنف عبد الرزاق
- مفاهیم اسلامیه از متعدد مؤلفین،ویب سائٹ مصری وزارت اوقاف
- موسوعة الحدیث الشریف، ناشر مؤسسة صخر
- الموسوعة الشاملة الإلکترونیة